وقت کی اہمیت اور اصلاحِ نفس کے لئے بہترین تالیف

قیمتی لمحات

مؤلف

ابوالابدال محمد رضوان طاہر فریدی

فاضل جامعۃ المدینہ فیضان مدینہ اوکاڑا

Imagitor

قیمتی لمحات

تالیف
ابوالابدال محمد رضوان طاہر فریدی
(فاضل جامعۃ المدینہ، فیضان مدینہ، اوکاڑہ)

دارالابدال
اسلامی جمہوریہ پاکستان

الصلوۃ و السلام علیك یا رسول اللہ وعلیٰ الك اصحابك یا حبیب اللہ

نام	قیمتی لمحات
مؤلف	ابو الابدال محمد رضوان طاہر فریدی
موضوع	اصلاح احوال
سن	1443ھ/2022ء
ضخامت	102 صفحات
پیشکش	دارالابدال

فہرست مضامین

No	عنوان	صفحہ
1	آغاز سخن	11
2	تخلیق انسانی کا مقصد	13
3	امیر اہل سنت کا کلام	14
4	گیا وقت ہاتھ نہیں آتا	15
5	سورج کا علان	15
6	پانچ چیزیں	15
7	دو باتیں	16
8	وقت کو نیک اعمال میں صرف کرنا ضروری ہے	16
9	موت قریب ہے	17
10	زندگی کا محاسبہ کرو	18
11	وعظ	19
12	حضرت عمر فاروق کا فرمان	21
13	حجاج بن یوسف کا خطبہ	21
14	نفس کی ایک صورت	21
15	حضرت عمر بن خطاب کا محاسبہ نفس	22
16	سبحان اللہ کہنے کی فضیلت	22
17	امیر اہل سنت کا وعظ	23

18	وقت کے قدر دانوں کے ارشادات و معمولات	23
19	1: فضول کلام	28
20	خاموشی کے فوائد	28
21	خاموش رہنے کی مشق	29
22	ہلاکت کس میں ہے؟	30
23	حدیث قدسی	30
24	فضول گوئی میں خسارہ ہے	31
25	وہ لمحات یاد کرو	31
26	غیبت زنا سے سخت ہے	32
27	میں سمجھا تو نے غیبت کی ہے	32
28	اپنے چہروں کو نوچنے والے	32
29	مردار کھانے والے	33
30	امیر اہل سنت کا کلام	33
31	غیبت کی تعریف	35
32	محبت الٰہی	36
33	غیبت سے بچنے میں اسلاف کا طریقہ	36
34	اپنے بھائی کا ذکر اس طرح کرو	37
35	گفتگو کی اقسام	38
36	چپ رہنے میں نجات ہے	38
37	حضرت ابو بکر فضول گوئی سے بچتے تھے	39

38	2:زیادہ کھانا	39
39	زیادہ کھانے والے کی قدر وقیمت	40
40	زیادہ کھانے کے نقصانات	40
41	حضرت داؤد طائی کا عمل	40
42	رسول اللہ ﷺ کی بھوک شریف	41
43	بھوک کو لازم پکڑلو	41
44	کھانا کم کھانے کے فوائد	42
45	شکم سیری کی چھ آفات	42
46	بھوکا شخص	43
47	کئی کئی دن بھوکا رہنے والے بزرگ	43
48	بھوکا رہنے کا طریقہ	44
49	کھانے کے احکامات	45
50	3:زیادہ سونا	46
51	نیند کے احکام	47
52	اسلاف جاگنے کا کس طرح انتظام کرتے تھے؟	48
53	نیند کس وقت لینی چاہیے	48
54	وضو کے ساتھ سونے کی فضیلت	49
55	سونے سے پہلے مسواک کرنا	49
56	نیند سے پہلے کے وظائف	49
57	سوتے وقت یہ کام کرنا	50

58	ساری رات عبادت سے افضل عمل	52
59	اسلاف اور سونے کے معمولات	52
60	4: بے مقصد کاموں میں پڑنا	54
61	5: غیر ضروری دوستوں کی صحبت	54
62	پانچ لوگوں کی صحبت سے بچنا	55
63	اچھے اور برے ساتھی کی مثال	55
64	دوست کو اچھی نصیحت	56
65	ایک بزرگ کی اپنے بیٹے کو وصیت	56
66	اللہ کے لیے محبت کرنے کی فضیلت	57
67	دوست کی صحبت میں کرنے والے کام	58
68	6: حب دنیا	58
69	ہر برائی کی جڑ	58
70	اللہ کے نزدیک دنیا کی حیثیت	59
71	دنیا سے ڈرو	60
72	قرآن میں دنیا کی حقیقت کی مثال	60
73	دنیا کے چاہنے والے کون ہیں؟	62
74	دنیا آخرت کے مقابل	63
75	رسول اللہ ﷺ کا طریقہ	63
76	رسول اللہ ﷺ کی وصیت	63
77	حضرت عمر بن عبد اللہ کا افسوس	64

78	امام شافعی کا واعظ	64
79	دنیا چھ چیزوں پر مشتمل ہے	65
80	7: حب مال	66
81	قرآن میں مال کی مذمت	67
82	حب دنیا اور ہوس مال سے جان چھڑاؤ	67
83	دل میں نفاق پیدا ہونے کا سبب	68
84	رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ناپسندیدہ لوگ	68
85	دوست کو وعظ	69
86	حضرت ابو درداء کی بد دعا	69
87	حضرت ابو درداء کا مکتوب	70
88	مال داروں کے لیے ہلاکت	70
89	قیامت کی ہولنا کی سے بچنے والے مال دار	71
90	درھم و دینار کا بندہ	71
91	مال و دولت کی محبت ختم کرنے کے اسباب	71
92	1۔ قناعت اختیار کرنا	71
93	سب سے بڑا شکر گزار	72
94	صاحب قناعت کے لیے خوش خبری	72
95	قیامت کے دن کی آرزو	72
96	دنیا اکٹھی کر دی گئی	72
97	انسان کی حرص	73

98	سب سے بڑا غنی	73
99	بہتر مال	73
100	محتاجی سے بچنے کا نسخہ	73
101	دو درھم کافی ہیں	74
102	قناعت سے ہی بادشاہی ہے	74
103	عزت پانے کا نسخہ	74
104	رسول اللہ ﷺ کی حضرت ابوہریرہ کو وصیت	75
105	قناعت کی فضیلت پر اشعار	75
106	رسول اللہ ﷺ کی دعا	75
107	2۔ صدقہ وخیرات کرنا	75
108	مال کم نہیں ہوتا	77
109	آگ سے بچو	77
110	بری موت سے حفاظت کا نسخہ	77
111	برائی کے ستر دروازے بند	78
112	انسان کا اپنا مال کون سا ہے؟	78
113	صدقہ کی برکات	78
114	فرشتوں کی نداء	78
115	صدقہ کب زیادہ نفع دیتا ہے؟	79
116	بادلوں سے آواز	79
117	صدقہ کرنے پر اسلاف کے واقعات	80

118	حاجت سے زائد مال صدقہ کر دو	82
119	بخل نہ کرنا	83
120	برا آدمی	83
121	حضرت زینب کی دعا	83
122	صحابہ کرام کا ایمان افروز واقعہ	83
123	حدیث قدسی	84
124	3۔ فقر کو پسند کرنا	85
125	سب سے افضل شخص	85
126	مالداروں سے پہلے جنت جانے والے	86
127	جنت میں اکثریت کن کی ہے؟	86
128	قیامت کے دن خوش قسمت افراد	87
129	حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جنت و جہنم کا ظاہر کرنا	88
130	اسلاف کے فقر سے محبت کے واقعات	89
131	ابلیس کو خوش کرنے والے کام	90
132	بندے سے اللہ کا ناراض ہونا	91
133	فقیر کے لیے خوش خبری	91
134	8۔ فکر معاش	91
135	لعنتی افراد	92
136	اللہ پر کامل توکل کا صلہ	92
137	رزق کے معاملہ میں ناامید مت ہونا	93

138	قرآن میں توکل اختیار کرنے کا حکم	93
139	رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کا تورات میں ایک نام متوکل ہے	93
140	مقاصد میں کامیابی حاصل کرنے والے	94
141	اسلاف اور توکل، واقعات واقوال	94
142	تصدیق الٰہی کا طریقہ	95
143	حضرت ابراہیم بن ادھم کا واقعہ	95
144	شیطان کی مخالفت کا صلہ	96
145	اللہ رزق کے اسباب پیدا کرتا ہے	97
146	توکل کے متعلق اقوال	98
147	توکل کہتے کسے ہیں؟	99
148	امام غزالی کا بہترین کلام	100

آغاز سخن

اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے انسانوں کو کفر و شرک اور معصیت کے اندھیروں سے نکالنے کے لیے وقفہ وقفہ سے انبیاء کرام علیھم السلام کو معبوث فرمایا اور سب سے آخر میں امام الانبیاء خاتم الانبیاء کو معبوث کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے جہاں کفار کے مذہبی میلوں، تہواروں تفریگاہوں میں جا کر لوگوں کو نیکی کی دعوت دیتے ہوئے انہیں صراط مستقیم کی طرف بلایا وہیں دور دراز کے علاقوں میں رہنے والے بادشاہوں کو بھی نیکی کی دعوت پر مشتمل مکتوبات روانہ کیے اور آپ کے بعد رسول اللہ ﷺ کے غلاموں نے اس کام کو جاری رکھا۔

ہمارے اسلاف ہمیشہ سے ہی دور دراز کے علاقوں میں بسنے والوں کو مکتوبات روانہ کرتے رہے ہیں جو نیکی کی دعوت، برائی سے منع، وعظ و نصیحت اور مختلف علمی و فکری موضوعات پر ہوا کرتے تھے اسلاف کے ان مکتوبات میں سے بعض علماء اہل سنت کی مختلف تصانیف میں اور بعض علیحدہ سے دستیاب ہیں جن میں سے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کا ایک مکتوب اس مکتوب میں بھی نقل کیا ہے برصغیر میں مکتوبات امام ربانی، مکتوبات امام احمد رضا اور دیگر علماء و صوفیاء کے مکتوبات کافی مشہور ہیں اور عصر حاضر کے عظیم صوفی بزرگ امیر اہل سنت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری دام ظلہ کے بھی بعض مکتوبات چھپ چکے ہیں۔

مکتوبات کی اہمیت کے پیش نظر امام عبد الوہاب شعرانی علیہ الرحمہ نے تنبیہ المغترین میں باقاعدہ ایک باب باندھ کر مسلمانوں کو مکتوبات روانہ کرنے کی ترغیب دلائی ہے اور

اسے علماء وصوفیاء کی اچھی صفات میں شمار کیا ہے۔ انہی اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے راقم الحروف نے بھی اپنے ایک دوست کو یہ اصلاحی مکتوب روانہ کیا تھا جو قرآنی آیات، احادیث مبارکہ، اقوال بزرگان دین اور حکایات پر مشتمل ایک مستقل تالیف ہے جسے دیگر افراد کے استفادے کے لیے عام کیا جارہا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مجھے اور پڑھنے والوں کو دنیاو آخرت میں نفع عطا فرمائے۔

امین

ابوالابدال محمد رضوان طاہر فریدی

تخلیق انسانی کا مقصد:

اے بندہ خدا! ہماری زندگی کے لمحات کسی انمول ہیروں سے کم نہیں ہیں اگر ہم نے ان کو یوہیں بے کار ضائع کر دیا تو ہمارے ہاتھ حسرت و ندامت کے سوا کچھ نہیں آئے گا، لہذا تم پر لازم ہے کہ تم غور و فکر کرو کہ مالک کائنات نے تمعیں اس دنیا میں کیوں بھیجا ہے اور انسان کو تخلیق کرنے کا مقصد کیا ہے؟ اس کے لیے ہدایت کا سرچشمہ قرآن مجید ہے جس میں اللہ عزوجل کا یہ فرمان تجھے تخلیق انسانی پر غور و فکر کی دعوت دیتا ہے

وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ﴿۵۶﴾

اور میں نے جِنّ اور آدمی اتنے ہی (اسی لئے) بنائے کہ میری بندگی کریں۔ (پارہ 27، الذریت، آیت 56)

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّكُمْ اِلَیْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ﴿۱۱۵﴾

تو کیا یہ سمجھتے ہو کہ ہم نے تمہیں بیکار بنایا اور تمہیں ہماری طرف پھرنا نہیں۔ (پارہ 18، المومنون، آیت 115)

یعنی اور (کیا تمعیں) آخرت میں جزاء کے لیے اٹھنا نہیں بلکہ تمعیں عبادت کے لیے پیدا کیا کہ تم پر عبادت لازم کریں اور آخرت میں تم ہماری طرف لوٹ کر آؤ تو تمعیں تمہارے اعمال کی جزاء دیں۔ (خزائن العرفان، تحت الایۃ)

اے میرے دوست تمعیں یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ تمعہاری پیدائش کا ایک مقصد اور سبب ہے اور اس سبب کو اللہ عزوجل بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے

الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَ الْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا

وہ جس نے موت اور زندگی پیدا کی کہ تمہاری جانچ ہو تم میں کس کا کام زیادہ اچھا ہے. پارہ 29، سورہ لملک، آیت 2

امیر اہل سنت کا کلام:

اے بندہ خدا! ان مذکورہ بالا قرآنی آیات کے علاوہ بھی قرآن مجید میں کئی مقامات پر مختلف انداز میں تخلیق انسانی کا مقصد بیان کیا گیا ہے امیر اہل سنت حضرت علامہ مولانا الیاس عطار قادری ارشاد فرماتے ہیں: انسان کو اس دنیا میں بہت مختصر سے وقت کے لیے رہنا ہے اور اس قفے میں اسے قبر و حشر کے طویل ترین معاملات کے لیے تیاری کرنی ہے لہذا انسان کا وقت بے حد قیمتی ہے، وقت ایک تیز رفتار گاڑی کی طرح فراٹے بھرتا جارہا ہے نہ رکے رکتا ہے نہ پکڑے سے ہاتھ آتا ہے جو سانس ایک بار لے لیا وہ پلٹ کر نہیں آتا چنانچہ حضرت سیدنا حسن بصری فرماتے ہیں: جلدی کرو جلدی کرو تمہاری زندگی کیا ہے؟ یہی سانس تو ہیں کہ اگر رک جائیں تو ان اعمال کا سلسلہ بھی منقطع ہو جائے جن سے تم اللہ عزوجل کا قرب حاصل کرتے ہو، اللہ عزوجل اس شخص پر رحم فرمائے جس نے اپنا جائزہ لیا اور اپنے گناہوں پر چند آنسو بہائے یہ کہنے کے بعد آپ نے پارہ 16 سورہ مریم کی آیت نمبر 84 تلاوت فرمائی۔

فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ ۖ إِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا ﴿٨٤﴾

تو تم ان پر جلدی نہ کرو ہم تو ان کی گنتی پوری کرتے ہیں۔

حجۃ الاسلام امام محمد بن محمد غزالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: یہاں گنتی سے سانسوں کی گنتی مراد ہے۔

گیا وقت ہاتھ نہیں آتا:

اے بندہ خدا! ذرا غور کر جس کی سانسیں گنتی کی ہوں اور وہ انہیں فضولیات میں گزار دے تو کتنے بڑے خسارے کی بات ہے، اپنی سانسوں کی قدر جان انہیں نیک اعمال میں صرف کر، گیا وقت پھر ہاتھ نہیں آتا جو بھی نیک اعمال کرنے ہیں انہیں اوقات میں کر لے۔

سورج کا علان:

حضور تاجدار مدینہ ﷺ کا فرمان عبرت نشان ہے: روزانہ جب سورج طلوع ہوتا ہے تو اس وقت دن یہ اعلان کرتا ہے اگر آج کوئی اچھا کام کرنا ہے تو کر لو کہ آج کے بعد میں کبھی پلٹ کر نہیں آؤں گا۔ (شعب الایمان)

پانچ چیزیں:

مکی مدنی آقا ﷺ کا فرمان نصیحت نشان ہے کہ پان چیزوں کو پانچ سے پہلے غنیمت جانو۔

1: جوانی کو بڑھاپے سے پہلے

2: صحت کو بیماری سے پہلے

3: مالداری کو تنگ دستی سے پہلے

4: فرصت کو مشغولیت سے پہلے اور

5: زندگی کو موت سے پہلے۔ (المستدرک)

اسی طرح ایک اور مقام پر حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے وقت کی اہمیت کو بتاتے ہوئے جن چھ چیزوں کے ظہور سے پہلے نیک اعمال کرنے کی ترغیب دلائی ہے ان میں سے ایک موت ہے۔(صحیح مسلم)

دو باتیں:

حضرت سیدنا امام شافعی ارشاد فرماتے ہیں: میں ایک مدت تک اہل اللہ کی صحبت سے فیض یاب رہا ان کی صحبت سے مجھے دو اہم باتیں سیکھنے کو ملیں

اول: وقت تلوار کی طرح ہے تم اسے نیک اعمال کے ذریعے کاٹو ورنہ فضولیات میں مشغول کرکے یہ تم کو کاٹ دے گا۔

دوم: اپنے نفس کی حفاظت کرو اگر تم نے اسے اچھے کاموں میں مشغول نہ رکھا تو یہ تم کو کسی برے کام میں مشغول کردے گا۔

وقت کو نیک اعمال میں صرف کرنا ضروری ہے:

اے میرے دوست! اپنے وقت کو نیک اعمال میں صرف کرنا نہایت ہی ضروری ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم اپنے وقت کی اہمیت کھو بیٹھیں اور نیک اعمال میں ٹال مٹول کرتے رہیں لہذا اپنے نفس پر سختی کر اور اسے نیک کاموں میں مشغول کردے نبی رحمت ﷺ کا فرمان عالیشان ہے جس میں غور و فکر کرنا بہت ضروری ہے فرمایا:

دو نعمتیں ایسی ہیں جن کے متعلق بہت سے لوگ دھوکے میں ہیں ایک صحت دوسری فراغت۔(صحیح بخاری)

موت قریب ہے:

اے بندہ خدا! وقت بہت تیزی سے گزر رہا ہے اور موت بلکل قریب ہے امام بخاری فرماتے ہیں: صحت میں روزے کو اور فرصت میں دو رکعت نفل کو غنیمت جان۔ اسی طرح امیر اہل سنت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری لکھتے ہیں: زندگی کا جو دن نصیب ہو گیا اسی کو غنیمت جان کر جتنا ہو سکے اس میں اچھے اچھے کام کر لیے جائیں تو بہتر ہے کل نہ جانے لوگ ہمیں جناب کہہ کر پکارتے ہیں یا مرحوم کہہ کر ہمیں اس بات کا احساس ہو یا نہ ہو مگر یہ حقیقت ہے کہ ہم اپنی موت کی منزل کی طرف نہایت تیزی کے ساتھ رواں دواں ہیں چنانچہ پارہ 30 سورہ انشقاق کی آیت نمبر 6 میں ارشاد ہوتا ہے

يٰۤاَيُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلٰقِيْهِۚ ﴿۶﴾

اے آدمی بے شک تجھے اپنے رب کی طرف یقینی دوڑنا ہے پھر اس سے ملنا۔

اللہ عزوجل بھی ہمیں اس بات کا احساس دلا رہا ہے کہ اپنے اوقات کو فضولیات میں برباد مت کرو تمہاری زندگی کم ہوتی جارہی ہے اور عنقریب تم اپنے رب سے جاملوگے۔

قبلہ امیر اہل سنت مزید فرماتے ہیں: اے دنیا کے مال کے متوالو، جمع مال ہی کو اپنی زندگی کا مقصد وحید سمجھنے والو، جلدی جلدی اپنی آخرت کی تیاری کر لو کہیں ایسا نہ ہو کہ رات چنگے بھلے سونے کے باوجود صبح تمعیں اندھیری قبر میں ڈال دیا جائے، اللہ! غفلت کی نیند سے بیدار ہو جاؤ، اللہ عزوجل سورۃ الانبیاء کی پہلی آیت میں ارشاد فرمایا:

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَۚ ﴿۱﴾

لوگوں کا حساب نزدیک اور وہ غفلت میں منہ پھیرے ہیں۔

زندگی کا محاسبہ کرو:

اے بندہ خدا! جب حساب کا وقت قریب آرہا ہے تو پھر غفلت میں رہنا عقلمندی نہیں نادانی ہے بس جلدی جلدی اپنی زندگی کا محاسبہ کر کے گناہوں میں گزرے ہوئے لمحات پر استغفار کر اور آئندہ زندگی میں نیک اعمال کی کثرت کا ذہن بنالے، شہنشاہ مدینہ ﷺ کا فرمان مقدس ہے: گھڑی بھر کے لیے غور و فکر کرنا ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے۔(الجامع الصغیر)

قرآن مجید کے اندر بکثرت مضامین میں محاسبہ نفس کی ترغیب دلائی گئی ہے

وَ نَضَعُ الْمَوَازِیْنَ الْقِسْطَ لِیَوْمِ الْقِیٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَیْــٴًـا-وَ اِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَیْنَا بِهَا-وَ كَفٰى بِنَا حٰسِبِیْنَ(۴۷)

اور ہم عدل کی ترازوئیں رکھیں گے قیامت کے دن تو کسی جان پر کچھ ظلم نہ ہو گا اور اگر کوئی چیز رائی کے دانہ کے برابر ہو تو ہم اُسے لے آئیں گے اور ہم کافی ہیں حساب کو۔ پارہ، 17، سورہ الانبیاء، آیت 47

وَ وُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِیْنَ مُشْفِقِیْنَ مِمَّا فِیْهِ وَ یَقُوْلُوْنَ یٰوَیْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا یُغَادِرُ صَغِیْرَةً وَّ لَا كَبِیْرَةً اِلَّاۤ اَحْصٰىهَا-وَ وَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا-وَ لَا یَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا(۴۹)

اور نامہ اعمال رکھا جائے گا تو تم مجرموں کو دیکھوگے کہ اس کے لکھے سے ڈرتے ہوں گے اور کہیں گے ہائے خرابی ہماری اس نَوِشْتہ (تحریر) کو کیا ہوا نہ اس نے کوئی چھوٹا گناہ چھوڑا

نہ بڑا جسے گھیر نہ لیا ہو اور اپنا سب کیا انھوں نے سامنے پایا اور تمہارا رب کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ پارہ 18، سورہ کہف، آیت 49

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝

تو جو ایک ذرّہ بھر بھلائی کرے اسے دیکھے گا۔ اور جو ایک ذرّہ بھر برائی کرے اسے دیکھے گا۔ پارہ، 30، سورہ الزلزلہ، آیت 7،8

يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ۔ اَحْصٰىهُ اللّٰهُ وَ نَسُوْهُ ۔ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝

جس دن اللہ ان سب کو اٹھائے گا پھر انہیں اُن کے کوتک (کرتوت) جتادے گا اللہ نے انہیں گن رکھا ہے اور وہ بھول گئے اور ہر چیز اللہ کے سامنے ہے۔ پارہ 27، سورہ المجادلہ، آیت 6

يٰۤاَيُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلٰقِيْهِ ۝ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ۝

اے آدمی بے شک تجھے اپنے رب کی طرف یقینی دوڑنا ہے پھر اس سے ملنا۔ تو وہ جو اپنا نامۂ اعمال دہنے ہاتھ میں دیا جائے۔ پارہ 30، سورہ الانشقاق، آیت 6،7

وعظ:

اے بندہ خدا! جب معاملہ ایسا ہے کہ کسی جان پر ظلم نہ ہو گا، رائی کے دانہ کے برابر چیز بھی سامنے آجائے گی اور مجرم آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر نامہ اعمال کو دیکھ رہے ہوں گے کہ اس میں چھوٹے سے چھوٹا اور بڑے سے بڑا بھی گناہ لکھا ہوا ہے اور جب ذرہ ذرہ برائی و

بھلائی کی جزاء اور سزا ملے گی اور جب اللہ عزوجل ہمارے وہ گناہ بھی یاد کروائے گا جنہیں ہم بھول چکے ہیں تو پھر لازم ہے کہ ہم اپنے نفس کا محاسبہ کریں اور ہر ایک لمحے اور ہر ہر آن کا اس سے حساب لیں کہ کہیں یہ ہمیں فضولیات اور گناہوں میں مشغول کر کے روز محشر پھنساوانہ دے جو شخص اس دنیا میں اپنے نفس سے حساب لے گا وہ قیمتی وقت کو برباد کرنے اور اپنے نفس کو گناہوں میں ڈالنے سے بچا رہے گا اور جو شخص اپنے نفس کا حساب نہ لے گا ہمیشہ پچھتائے گا اور روز محشر دیر تک کھڑا رہے گا، اس کی برائیاں اس کو رسوائی میں مبتلا کریں گی، امام محمد بن محمد غزالی فرماتے ہیں: اِس صورت میں جو اللہ عزوجل اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے اس پر واجب ہے کہ اپنے نفس سے حرکات اور سکنات اور خطرات کا حساب لے اور اس سے غفلت نہ کرے کیوں کہ انسان کی زندگی میں جو سانس ہے وہ ایسا جوہر ہے کہ جس کی قیمت نہیں اور اس سے ایسا خزانہ خریدا جا سکتا ہے جس کی دولت ابدالاباد تک تمام نہ ہو، پس ایسی سانسوں کا ضائع ہونا یا ایسی باتوں میں مشغول ہونا جو موجب ہلاک ہوں عظیم نقصان کی بات ہے کہ کسی بھی عقل مند کا نفس اس بات کو نہ مانے گا... کچھ آگے چل کر مزید فرماتے ہیں کہ نفس کو ملامت کر کہ سستی، کاہلی اور آرام طلبی مت کر ورنہ درجات علیین میں تجھ سے وہ بات فوت ہو جائے گی جو دوسرے کو ملے گی اور تجھے سوائے حسرت کے اور کچھ نہ ملے گا ہمیشہ افسوس کرتا رہے گا۔(احیاء العلوم)

حضور تاجدار مدینہ ﷺ کا فرمان مقدس ہے کہ اہل جنت کو کسی چیز کا بھی افسوس نہیں ہو گا سوائے اس گھڑی کے جو (دنیا میں) اللہ کے ذکر کے بغیر گزر گئی۔(المعجم الکبیر)

اور محاسبہ نفس کے لیے اللہ تعالی کا یہ فرمان ہمیشہ تیرے ذہن میں رہنا چاہیے

يَآأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور ہر جان دیکھے کہ کل کے لیے کیا آگے بھیجا۔ پارہ 28، سورہ الحشر، آیت 18

حضرت عمر فاروق کا فرمان:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: کہ اپنے نفسوں کا حساب لو اس سے پہلے کہ تمہارا حساب لیا جائے اور انہیں جانچو اس سے قبل کہ تمہاری جانچ کی جائے۔ (احیاء العلوم)

حجاج بن یوسف کا خطبہ:

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: کہ میں نے حجاج بن یوسف کا خطبہ سنا وہ کہتا تھا اللہ تعالی اس بندے پر رحم کرے جو اپنے نفس کا حساب لے قبل اس کے کہ اس کا حساب دوسرے کے قبضہ میں چلا جائے اور اس بندہ پر رحم کرے جو اپنے نفس کی بھاگ تھامے اور غور و فکر کرے کہ اس سے میری مراد کیا ہے اور اس پر رحم کرے جو اپنے پیمانہ عمل پر نظر کرے اور اس پر جو اپنی میزان پر نظر کرے۔ حجاج نے اسی طرح ایسے لوگوں کا نام لیا کہ مجھے رُلا دیا۔ (احیاء العلوم)

نفس کی ایک صورت:

حضرت ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ میں نے اپنے نفس کو ایک صورت بنا کر جنت کے پھل کھانے شروع کیے اور نہروں سے پانی پیا اور وہاں کی کنواریوں کو گلے لگایا پھر اس کی ایک اور صورت بنائی اور دوزخ میں گیا وہاں کی غذا کھائی اور پانی پیپ وغیرہ

پیا اور طوق اور زنجیریں پہنیں، پھر میں نے نفس سے پوچھا کہ اب تو کیا چاہتا ہے اس نے کہا اب میں چاہتا ہوں کہ دنیا میں واپس جاؤں تا کہ نیک عمل کروں تو میں نے کہا تیری آرزو موجود ہے یعنی ابھی تو دنیا میں موجود ہے تو نیک عمل کر۔(احیاء العلوم)

حضرت عمر بن خطاب کا محاسبہ نفس:

حضرت انس بن مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک دن میں اور حضرت عمر باہر نکلے آپ ایک باغ میں چلے گئے میرے اور آپ کے درمیان ایک دیوار حائل تھی میں نے سنا کہ آپ باغ میں یوں ارشاد فرمارہے تھے کیا خوب عمر بن خطاب امیر المومنین ہے بخدا کہ تو خدا سے خوف کر تارہ کہ ورنہ وہ تجھے عذاب دے گا۔

اے بندہ خدا تو بھی اپنے نفس پر سختی کر اور سانسوں کو ضائع ہونے سے بچا کہ ایک ایک سانس سے انسان دائمی نعمتیں خرید سکتا ہے اور وقت کی اہمیت کا اندازہ اس حدیث مبارک سے لگالے۔

سبحان اللہ کہنے کی فضیلت:

شہنشاہ مدینہ، صاحب معطر پسینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ جو سبحان اللہ العظیم و بحمدہ پڑھتا ہے اس کے لیے جنت میں ایک کھجور کا درخت لگایا جاتا ہے۔(صحیح ابن حبان)

ایک اور حدیث مبارک میں ان چاروں کلمات کا ذکر ہے

☆ سبحان اللہ ☆ الحمد للہ ☆ لا الہ الا اللہ ☆ اللہ اکبر۔(سنن ابن ماجہ)

امیر اہل سنت کا وعظ:

قبلہ امیر اہل سنت علامہ محمد الیاس عطار قادری ارشاد فرماتے ہیں: میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! زندگی کے ایام چند گھنٹوں سے اور گھنٹے لمحوں سے عبارت ہیں زندگی کا ہر سانس انمول ہیرا ہے کاش ایک ایک سانس کی قدر نصیب ہو جائے کہ کہیں کوئی سانس بے فائدہ نہ گزر جائے اور کل بروزز قیامت زندگی کا خزانہ نیکیوں سے خالی پا کر اشک ندامت نہ بہانے پڑ جائیں، صد کروڑ کاش ایک ایک لمحے کا حساب کرنے کی عادت پڑ جائے کہ کہاں بسر ہو رہا ہے، زہے مقدر زندگی کی ہر ہر ساعت مفید کاموں میں ہی صَرف ہو، بروز قیامت اوقات کو فضول باتوں، خوش گپیوں میں گزرا ہوا پا کر کہیں کف افسوس نہ ملتے رہ جائیں۔

وقت کے قدر دانوں کے ارشادات و معمولات:

1) امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ ایام تمہاری زندگی کے صفحات ہیں ان کو اچھے اعمال سے زینت بخشو۔

2) حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں اپنی زندگی کے گزرے ہوئے اس دن کے مقابلے میں کسی چیز پر نادم نہیں ہوتا جو دن میرا نیک اعمال میں اضافے سے خالی ہو۔

3) حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: روزانہ تمعاری عمر مسلسل کم ہوتی جارہی ہے تو پھر نیکیوں میں کیوں سستی کرتے ہو؟ ایک مرتبہ کسی نے عرض کیا یا امیر المومنین یہ کام آپ کل پر مؤخر کر دیجیے، ارشاد فرمایا:

میں روزانہ کا کام ایک دن میں بمشکل کر پاتا ہوں اگر آج کا کام بھی کل پر چھوڑ دوں گا تو پھر دو دن کا کام ایک دن میں کیونکر کر سکوں گا۔

4) حضرت سیدنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: اے آدمی تو ایام ہی کا مجموعہ ہے جب ایک روز گزر جائے تو یوں سمجھ کہ تیری زندگی کا ایک حصہ بھی گزر گیا۔

5) امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: خدا کی قسم کھانا کھاتے وقت علمی مشغلہ ترک ہو جانے کا مجھے بہت افسوس ہوتا ہے کہ وقت نہایت ہی قیمتی دولت ہے۔

6) آٹھویں صدی کے مشہور عالم سیدنا شمس الدین اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں حافظ ابن حجر ارشاد فرماتے ہیں: کہ آپ اس خوف سے کھانا کم تناول فرماتے تھے کہ زیادہ کھانے سے بول و بزار کی ضرورت پڑے گی اور بار بار بیت الخلاء جا کر وقت صرف ہو گا۔

7) علامہ ذہبی، حافظ خطیب بغدادی کے بارے میں فرماتے ہیں: کہ آپ راہ چلتے بھی مطالعہ جاری رکھتے تا کہ آنے جانے کا وقت بے کار نہ گزرے۔

8) حضرت جنید بغدادی وقت نزاع قرآن مجید پڑھ رہے تھے، ان سے استفسار کیا گیا اس وقت بھی تلاوت قرآن مجید؟ ارشاد فرمایا: میرا نامہ اعمال لپٹا جا رہا ہے تو جلدی جلدی اس میں اضافہ کر رہا ہوں۔

9) حضرت سیدنا سلیم رازی رحمۃ اللہ علیہ کا جب قلم لکھتے لکھتے گھس جاتا تو قط لگاتے ہوئے ذکر اللہ شروع کر دیتے تاکہ یہ وقت صرف قط لگاتے ہوئے ہی صرف نہ ہو۔

10) امام ابن جوزی کے تعارف میں لکھا گیا ہے کہ آپ وقت کے ایسے قدر دان تھے کہ تھوڑا سا وقت بھی ضائع نہ ہونے دیتے حتی کہ اگر کوئی ملاقات کے لیے آتا تو اس سے گفتگو کرنے کے ساتھ معمولی کاموں میں بھی مصروف رہتے مثلا ورق کاٹتے رہتے تاکہ انہیں لکھنے کے لیے تیار کیا جائے، قلم تراشتے رہتے وغیرہ وغیرہ۔

11) حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اپنے اوقات کو کن کاموں میں صرف کرتے تھے اس کے بارے خود لکھتے ہیں: بچپن ہی سے مجھے معلوم نہیں کہ کھیل کود کیا ہوتا ہے اور خواب و راحت، مصاحبت و دوستی اور سیر و تفریح کیا چیز ہے؟

شوق علم و عمل میں کبھی وقت پر کھانا نہ کھایا اور بر وقت آبادی محل میں نہ سویا، موسم سرما کی سخت ٹھنڈی ہواؤں اور موسم گرما کی تپتی ہوئی تیز دھوپ میں گھر سے روزانہ دو مرتبہ مدرسہ جاتا، دوپہر کو گھر آکر ایک دو نوالے بقائے حیات کے لیے کھا لیتا، عرصہ دراز تک قبل از وقت مدرسہ جا کر چراغ کی روشنی میں دو پارے تلاوت کرتا، اس پر طرہ یہ گھر پر جتنا وقت ملتا اس میں کوئی لمحہ بیکار نہ بیٹھتا، بلکہ مطالعہ کتب، بحث و تکرار میں لگا رہتا، رات دن پڑھتا، نیز رات کے کسی حصہ میں خوشخطی

بھی لکھتا، میرے والدین فرماتے کسی وقت تو محلہ کے بچوں کے ساتھ کھیل کود کر دل خوش کر لیا کرو اور رات کو آرام سے سویا کرو، لیکن میں عرض کرتا کہ کھیل کود سے جب دل خوش کرنا ٹھہرا تو میں اس سے خوش ہوتا ہوں کہ لکھتا پڑھتا رہوں۔

عام طور پر لوگ اپنے بچوں کو مدرسہ جانے اور پڑھنے کی تاکید کرتے اس کے برعکس مجھے کھیل کی جانب متوجہ کیا جاتا، پڑھتے پڑھتے جب رات کے بارہ بج جاتے تو والد ماجد فرماتے، بابا کیا کر رہے ہو میں فوراً ہی لیٹ جاتا تاکہ جھوٹ نہ ہو جائے او پھر عرض کرتا جی میں سو رہا ہوں، فرمایئے ارشاد کیا حکم ہے؟ اس کے بعد پھر پڑھنے لگتا، اکثر ایسا ہوا کہ چراغ کی لو سے میرے امامے اور سر کے بالوں میں آگ لگ گئی اور مجھے اس وقت پتا چلا جب حرارت میرے دماغ تک پہنچی۔

تحصیل علم کے شوق اور محنت کے باوجود نماز، وظیفے، شب بیداری، مناجات وغیرہ میں فطری طور پر بچپن ہی سے اتنا مشغول تھا کہ لوگ حیرت کرتے تھے اب بھی اللہ کے فضل و کرم سے شب بیداری کا شوق ہے اور مجھے اس راہ سے کافی نعمتیں ملی ہیں۔(اخبار الاخیار)

12) حضرت سیدنا ابو بکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ ہمارے گھر فانی ہیں ہمارے احوال عاری ہیں ہمارے سارے سانس گنتی کے ہیں اور سستی و کاہلی موجود و ظاہر ہے لہذا فانی گھر کی تعمیر کرنا جہالت، عاریتی حال پر اعتبار کرنا نادانی، گنتی کے سانسوں پر دل لگانا غفلت اور کاہلی کو دین سمجھ لینا سراسر نقصان و خسارہ ہے۔(کشف المحجوب)

13) مفتی دعوت اسلامی مولانا محمد فاروق عطاری کے بارے میں منقول ہے کہ دورہ طالب علمی میں جب چائے پینے کا وقفہ ہوتا تو اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ تلاوت قرآن مجید میں مشغول ہو جاتے۔

14) حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے منقول ہے کہ آپ ستو پیتے اور چوری کھاتے اور ارشاد فرماتے، روٹی چبانے میں جو وقت صرف ہوتا ہے اس میں پچاس آیات کی تلاوت ہوتی ہے۔

ان مذکورہ بالا اقوال و افعال کے علاوہ بھی صالحین کے ایسے کثیر واقعات و اقوال موجود ہیں جو ہمارے اندر وقت کی اہمیت کو اجاگر کرنے میں معاون و مددگار ہیں۔

اگر تم غور فکر کرو گے تو تمھیں ایسے بہت سے کام ملیں گے جن میں پڑ کر کوئی شخص اپنا وقت عزیز ضائع کر دیتا ہے ان میں سے بعض کی میں نشاندہی کر دیتا ہوں اور باقی تمھیں مشاہدے سے معلوم ہو جائیں گئے۔

(1) فضول کلام

(2) زیادہ کھانا

(3) زیادہ سونا

(4) بے مقصد کاموں میں پڑنا

(5) غیر ضروری دوستوں کی صحبت

(6) حب دنیا

(7) حب مال

(8) فکر معاش

1: فضول کلام:

اے بندہ خدا! انسان کی عجیب عجیب عادتوں میں سے ایک عجیب عادت بہت زیادہ گفتگو کرنا ہے اور انسان یہ فعل زبان کے ذریعے سر انجام دیتا ہے یہ زبان بظاہر تو ایک چھوٹا سے گوشت کا لوتھڑا ہے مگر اس کے کام بہت اعلیٰ بھی ہیں اور بہت گھٹیا بھی اسی زبان سے اگر انسان لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دے تو ابد الاباد تک نہ ختم ہونے والی نعمتیں جنت کا مستحق ہوتا ہے اور اگر اسی زبان سے کوئی کلمہ کفر بک دے تو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم کا حقدار ہوتا ہے۔

حضور پر نور، شافع روز جزاء ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوئی شخص اچھی بات بول دیتا ہے اس کی انتہاء نہیں جانتا اس کی وجہ سے اس کے لیے اللہ کی رضا اس دن تک کے لیے لکھی جائے گی جس دن وہ اس سے ملے گا اور ایک آدمی بری بات بول دیتا ہے جس کی انتہاء نہیں جانتا اللہ اس کی وجہ سے اپنی ناراضگی اس دن تک لکھ دیتا ہے جب وہ اس سے ملے گا۔ (سنن ترمذی)

جب زبان کی آفات اتنی زیادہ اور فوائد اتنے اعلیٰ ہیں تو پھر بندے پر لازم ہے کہ خاموش رہے اور بقدر ضرورت درست کلام ہی کرے۔

خاموشی کے فوائد:

نور کے پیکر ﷺ کا ارشاد پاک ہے، عبادت کے دس حصے ہیں نو حصے خاموشی میں اور ایک حصہ لوگوں سے دور بھاگنے میں ہے۔ (مسند الفردوس)

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بندہ اس وقت تک ایمان کی حقیقت کو نہیں پا سکتا جب تک زبان کو نہ روکے رکھے۔(المعجم الاوسط)

نبی رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو خاموش رہا اس نے نجات پائی۔(سنن ترمذی)

امیر المومنین حضرت سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے حضرت سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا: اپنی زبان کو قابو میں رکھو کیوں کہ آدمی کی ہلاکت زیادہ گفتگو میں ہے۔(بحر الدموع)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ میں کلام زائد سے ڈرتا ہوں انسان کو اسی قدر کلام کافی ہے کہ اس کی حاجت روائی ہو جائے۔(احیاء العلوم)

حضرت علی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: خاموش رہنے سے انسان کے رعب میں اضافہ ہوتا ہے۔

خاموش رہنے کی مشق:

بزرگوں کا طریقہ تھا کہ وہ خاموش رہنے کی خوب مشق کیا کرتے تھے جیسا کہ حضرت مورق عجلی فرماتے ہیں: میں بیس برس سے ایک امر کی تلاش میں ہوں وہ نہ اب تک ملا اور نہ میں نے اس کی طلب اب تک چھوڑی، پوچھا گیا وہ کیا ہے؟ فرمایا: کلام بے فائدہ سے خاموشی چاہتا ہوں۔(احیاء العلوم)

حضرت سیدنا ربیع بن خیثم علیہ الرحمہ کے بارے منقول ہے کہ آپ نے بیس سال تک زبان سے دنیاوی بات نہیں کی جب صبح ہوتی تو قلم، دوات اور کاغذ لے لیتے اور دن بھر جو بولتے اسے لکھ لیتے اور شام کو(اس لکھے ہوئے کے مطابق) اپنا محاسبہ فرماتے۔ ایضاً

مفتی علامہ محمد فاروق عطاری علیہ الرحمہ کی وفات کے تقریباً تین سال بعد آپ کی قبر کھلی، جس میں سے خوشبو کی لپٹیں آرہی تھیں اور آپ کا جسم بھی بلکل صیح وسالم موجود تھا اس کے کچھ مناظر مکتبۃ المدینہ سے جاری کردہ vcd میں بھی دیکھے جاسکتے ہیں، آپ کو کسی نے خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو یہ مرتبہ کیسے ملا تو آپ نے ارشاد فرمایا: زبان کو فضول گوئی سے روکنے کے سبب۔

ہلاکت کس میں ہے؟

حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ہلاکت گفتگو کے سپرد ہے۔(کتاب الاثار)

حدیث قدسی:

حضرت امام محمد بن محمد غزالی علیہ الرحمہ اپنی کتاب المواعظ فی الحدیث القدسیہ میں ایک حدیث قدسی نقل فرماتے ہیں جس کا کچھ حصہ یوں ہے اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے

اے ابن آدم! جب تو اپنے دل میں سختی، جسم میں بیماری، رزق میں تنگی اور مال میں کمی پائے تو جان لینا کہ یہ تیری لایعنی (فضول) کلام کے سبب ہے۔

اے ابن آدم! تیرا دین اس وقت تک درست نہیں ہو سکتا جب تک تیری زبان سیدھی نہ ہو اور تیری زبان تب تک سیدھی نہیں ہو سکتی جب تک تو اپنے رب عزوجل سے حیاءنہ کرے۔

اے ابن آدم! تیری زبان شیر کی مانند ہے اگر تونے اسے چھوڑ دیا تو یہ تجھے قتل کر ڈالے گی پس تیری ہلاکت اسے آزاد چھوڑنے میں ہے۔

فضول گوئی میں خسارہ ہے:

اے میرے بھائی !زبان کی حفاظت کرنا نہایت ہی ضروری ہے اس سے بقدر ضرورت ہی کلام کیا جائے کہ زیادہ بولنا انسان کو گناہوں میں مبتلا کر دیتا ہے بالفرض اگر گناہوں میں نہ بھی مبتلا ہوں تو پھر بھی فضول گوئی میں خسارہ ہی خسارہ ہے کہ اگر ان سانسوں میں ذکر اللہ کرتے جن میں فضول گوئی کی ہے تو جنت کی اعلی نعمتوں کے مستحق ہوتے، اس لیے اے میرے دوست زندگی کے لمحات بہت ہی قیمتی ہیں انہیں ضائع ہونے سے بچا۔

وہ لمحات یاد کرو:

امام غزالی بڑی پیاری توجہ دلاتے ہیں آپ لکھتے ہیں: ذرا زندگی کے وہ لمحات تو یاد کر جو تونے بے ہودہ گوئی میں ضائع کیے ہیں اگر تو ان میں توبہ و استغفار کرتا تو شائید کسی نیک گھڑی میں تیری توبہ قبول ہو جاتی تو تیرے گناہ بخش دیئے جاتے اور نفع حاصل ہوتا یا ان لمحات میں لا الہ الا اللہ کا ورد کرتا رہتا تو تجھے بے شمار ثواب ملتا یا ان لمحات میں یہ دعا کرتا

اے اللہ میں تجھ سے عافیت اور سلامتی کا سوال کرتا ہوں

شائید کسی مبارک ساعت میں یہ الفاظ تیرے منہ سے ادا ہوتے اور تیری دعا قبول ہو جاتی اس طرح تو دنیا و آخرت کی مصیبتوں سے نجات پا جاتا۔

تو کیا بے ہودہ لمحات میں زندگی کو ضائع کرنا واضح خسارہ نہیں؟ ان اوقات میں زبان کو اگر اوراد و وظائف میں مشغول رکھتا تو بڑے بڑے فوائد حاصل ہوتے اور اپنے نفس اور

وقت کو فضول کاموں میں نہ لگا تاکہ روز قیامت تجھے ملامت نہ ہو اور میدان حشر میں حساب کے لیے زیادہ دیر رکنا نہ پڑے۔(منہاج العابدین)

غیبت زنا سے سخت ہے:

اے بندہ خدا! یہ فضول گوئی کے نقصانات ہیں اور ایسا کم ہی ہوتا ہے کہ انسان کلام کرے اور گناہوں سے بچ جائے، گفتگو کے اندر جو گناہ سرزد ہوتے ہیں ان میں ایک انتہائی خطرناک گناہ غیبت ہے نبی رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا: غیبت زنا سے سخت تر ہے لوگوں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ غیبت زنا سے سخت کیونکر ہے؟ فرمایا: مرد زنا کرتا ہے پھر توبہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے اور غیبت کرنے والے کی مغفرت نہ ہوگی جب تک وہ نہ معاف کردے جس کی غیبت کی ہے۔(شعب الایمان)

میں سمجھا تونے غیبت کی ہے:

ایک نوجوان حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور کہنے لگا حضور مجھ سے بہت بڑا گناہ سرزد ہوگیا ہے، شرم کی وجہ سے آپ کے سامنے بیان کرنے کی بھی ہمت نہیں پھر کچھ دیر کے بعد کہنے لگا، افسوس میں نے زنا کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: میں تو سمجھا تھا شائید تونے غیبت کا گناہ کیا ہے۔(تذکرۃ الاولیاء)

اپنے چہروں کو نوچنے والے:

کسی مسلمان کی غیبت کرنے کی بہت سخت سزائیں ہیں چناں چہ پیارے آقا ﷺ کا فرمان عبرت نشان ہے میں شب معراج ایسی قوم کے پاس سے گزرا جو اپنے چہروں اور سینوں کو تانبے کے ناخنوں سے نوچ رہے تھے میں نے پوچھا: اے جبرائیل! یہ کون لوگ

ہیں؟ کہا یہ لوگوں کا گوشت کھاتے (یعنی غیبت کرتے) تھے اور ان کی عزت خراب کرتے تھے۔(سنن ابی داؤد)

مردار کھانے والے:

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرورکائنات ﷺ نے معراج کی رات جہنم میں ایسے لوگ دیکھے جو مردار کھا رہے تھے استفسار فرمایا: اے جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟ عرض کی یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے (یعنی غیبت کرتے) تھے۔(مسند احمد بن حنبل)

امیر اہل سنت کا کلام:

قبلہ امیر اہل سنت حضرت علامہ محمد الیاس عطار قادری اپنی کتاب غیبت کی تباہ کاریاں میں لکھتے ہیں: ماں باپ، بھائی بہن، میاں بیوی، ساس بَہو، سُسَر داماد، نَند بھاوَج بلکہ اہلِ خانہ و خاندان نیز اُستاد و شاگرد، سیٹھ و نوکر، تاجِر و گاہک، افسر و مزدور، مالدار و نادار، حاکم و محکوم، دُنیادار و دِیندار، بوڑھا ہو یا جوان اَلْغَرض تمام دینی اور دُنیوی شُعبوں سے تعلُّق رکھنے والے مسلمانوں کی بھاری اکثریّت اِس وَقت غیبت کی خوفناک آفت کی لپیٹ میں ہے، اَفسوس! صد کروڑ اَفسوس! بے جابک بک کی عادت کے سبب آج کل ہماری کوئی مجلس (بیٹھک) عُموماً غیبت سے خالی نہیں ہوتی۔ بَہُت سارے پرہیز گار نظر آنے والے لوگ بھی بِلاتکلُّف غیبت سنتے، سناتے، مُسکراتے اور تائید میں سر ہِلاتے نظر آتے ہیں، چُونکہ غیبت بَہُت زیادہ عام ہے اِس لئے عُموماً کسی کی اِس طرف توجُّہ ہی نہیں ہوتی کہ غیبت کرنے والا نیک پرہیز گار نہیں بلکہ فاسِق و گُنہگار اور عذابِ نار کا حقدار ہوتا ہے۔

قرآن وحدیث اور اقوالِ بُزُرگانِ دین رَحِمَہُمُ اللّٰہُ الْمُبِین سے منتخب کردہ غیبت کی 20 تباہ کاریوں پر ایک سرسری نظر ڈالئے، شاید خائفین کے بدن میں جُھرجھری کی لہر دوڑ جائے! جگر تھام کر مُلاحظہ فرمایئے: * غیبت ایمان کو کاٹ کر رکھ دیتی ہے * غیبت بُرے خاتمے کا سبب ہے * بکثرت غیبت کرنے والے کی دعا قبول نہیں ہوتی * غیبت سے نَماز روزے کی نورانیّت چلی جاتی ہے * غیبت سے نیکیاں برباد ہوتی ہیں * غیبت نیکیاں جلادیتی ہے * غیبت کرنے والا توبہ کر بھی لے تب بھی سب سے آخِر میں جنّت میں داخِل ہوگا، اَلغَرَض غیبت گناہِ کبیرہ، قطعی حرام اور جہنَّم میں لے جانے والا کام ہے * غیبت زنا سے سخت تر ہے * مسلمان کی غیبت کرنے والا سُود سے بھی بڑے گناہ میں گرفتار ہے * غیبت کو اگر سمندر میں ڈال دیا جائے تو سارا سمندر بدبُودار ہو جائے * غیبت کرنے والے کو جہنَّم میں مُردار کھانا پڑے گا * غیبت مُردہ بھائی کا گوشت کھانے کے مُترادِف ہے * غیبت کرنے والا عذابِ قبر میں گرفتار ہو گا! * غیبت کرنے والا تانبے کے ناخنوں سے اپنے چہرے اور سینے کو بار بار چھیل رہا تھا * غیبت کرنے والے کو اُس کے پہلوؤں سے گوشت کاٹ کاٹ کر کِھلایا جارہا تھا * غیبت کرنے والا قیامت میں کتّے کی شکل میں اٹھے گا * غیبت کرنے والا جہنَّم کا بندر ہو گا * غیبت کرنے والے کو دوزخ میں خود اپنا ہی گوشت کھانا پڑے گا * غیبت کرنے والا جہنَّم کے کھولتے ہوئے پانی اور آگ کے درمیان موت مانگتا دوڑرہا ہو گا اور اس سے جہنَّمی بھی بیزار ہوں گے * غیبت کرنے والا سب سے پہلے جہنَّم میں جائے گا۔

یہ تو غیبت کرنے کے سبب نازل ہونے والی آفات کی جھلکیاں ہیں لیکن اگر غیبت کرنے کے سبب ہماری نیکیاں دوسروں کو دے دی گئیں اور نیکیاں نہ ہونے کی صورت میں ان کے گناہ ہمارے سر ڈال دیئے گے اور جہنم میں جانے کا حکم ہوا تو ہمارا کیا بنے گا؟

اور سچ تو یہ ہے کہ اکثریت کو غیبت کی تعریف کا بھی پتا نہیں ہے تو اس خطرناک گناہ سے بچیں گئے کیسے؟

غیبت کی تعریف:

میرے آقا ﷺ سے کسی نے دریافت کیا غیبت کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم کسی کی (غیر موجودگی میں اس کی ایسی خامی کا) ذکر کرو کہ اگر وہ سن لے تو اس کو برا محسوس ہو تو اس نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ، اگر وہ (خامی) واقعی (اس میں موجود) ہو؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: (اگر واقعی ہے تو یہی غیبت ہے) اگر نہیں ہے تو بہتان شمار ہو گا۔ (موطا امام مالک)

سرکار نامدار، مدینے کے تاجور ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم جانتے ہو غیبت کیا ہے؟ عرض کی گئی اللہ اور اس کے رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں فرمایا: (غیبت یہ ہے) تم اپنے بھائی کا اس طرح ذکر کرو جسے وہ ناپسند کرتا ہے عرض کی گئی، اگر وہ بات اس میں موجود ہو تو؟ فرمایا: جو بات تم کہہ رہے ہو اگر وہ اس میں موجود ہو تو تم نے اس کی غیبت کی اور اگر اس میں نہ ہو تو تم نے اس پر بہتان باندھا۔ (صحیح مسلم)

امام ابو الفرج عبد الرحمن ابن جوزی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: غیبت یہ ہے کہ تو اپنے بھائی کو ایسی چیز کے ساتھ یاد کرے کہ اگر وہ سن لے یا یہ بات اسے پہنچے تو اسے ناگوار

گزرے اگرچہ تو اس میں سچا ہو، خواہ اس کی ذات میں کوئی نقص بیان کرے یا اس کی عقل میں کوئی کمی بیان کرے یا اس کے کپڑوں میں یا اس کے فعل یا قول میں کوئی کمی بیان کرے یا اس کے دین یا اس کے گھر میں کوئی نقص بیان کرے یا اس کی سواری یا اس کی اولاد، اس کے غلام یا اس کی کنیز میں کوئی عیب بیان کرے یا اس سے متعلق کوئی شئے کا برائی کے ساتھ تذکرہ کرے یہاں تک کہ تیرا یہ کہنا اس کی آستین یا دامن لمبا ہے سب غیبت میں داخل ہے۔(بحر الدموع)

محبت الٰہی:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے جس نے غیبت کو ترک کر دیا اس کے لیے میری محبت ظاہر ہو گئی۔

غیبت سے بچنے میں اسلاف کا طریقہ:

ہمارے اسلاف نہ کسی کی غیبت کرتے تھے اور نہ ہی سنتے تھے چنانچہ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر میں کسی کی غیبت کروں تو اپنے والدین کی کروں کیوں کہ دوسروں کی نسبت وہ میری نیکیوں کے زیادہ حقدار ہیں۔(تنبیہ المغترین)

حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم علیہ الرحمہ غیبت کرنے والوں کو سب سے زیادہ ڈانٹتے تھے ایک دفعہ ایک شخص نے آپ کو کھانے کی دعوت دی جب آپ وہاں پہنچے تو دیکھا کہ وہ کسی شخص کا برائی کے ساتھ ذکر کر رہا ہے آپ نے اس سے فرمایا: ہمارے زمانے میں لوگ گوشت سے پہلے روٹی کھاتے تھے اور تم روٹی سے پہلے گوشت کھا رہے ہو پھر تشریف لے گئے اور اس کا کھانا نہ کھایا۔(ایضاً)

ایک شخص نے حضرت سیدنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے کہا مجھے خبر ملی ہے کہ آپ میری غیبت کرتے ہیں تو آپ نے فرمایا: میرے نزدیک تمہاری اہمیت اتنی زیادہ بھی نہیں کہ میں اپنی نیکیاں تمہارے حوالے کر دوں۔(احیاء العلوم)

حضرت سیدنا وہب مکی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: دنیا کی پیدائش سے لے کر فنا ہونے تک کی تمام دنیاوی نعمتیں بھی بالفرض میرے پاس ہوں اور میں انہیں راہ خدا میں لُٹا دوں تب بھی اتنے بڑے عظیم ثواب کے کام کے مقابلے میں بہتر یہ سمجھتا ہوں کہ غیبت چھوڑ دوں، اس طرح دنیا اور اس کی تمام نعمتوں کو اللہ عزوجل کی راہ میں لٹانے سے بہتر سمجھتا ہوں کہ اللہ عزوجل کی حرام کردہ اشیاء کی طرف میری نظر نہ اٹھے اس کے بعد آپ نے پارہ26، سورۃ الحجرات کی آیت نمبر 12 کا یہ حصہ تلاوت کیا

لَا یَغۡتَبۡ بَّعۡضُكُمۡ بَعۡضًا

ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو۔

اور پارہ 18، سورہ النور کی آیت نمبر 30 کا یہ حصہ تلاوت کیا

قُلۡ لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ یَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِهِمۡ

مسلمان مردوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں۔

اپنے بھائی کا ذکر اس طرح کرو:

حضرت سیدنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اپنے بھائی کی غیر موجودگی میں اس کا ذکر اُسی طرح کرو جس طرح تم اپنی غیر موجودگی میں اپنا ذکر ہونا پسند کرتے ہو۔(تنبیہ المغترین)

اللہ عزوجل ہمیں غیبت اور فضول گفتگو سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

گفتگو کی اقسام:

شہنشاہ تصوف امام محمد بن غزالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: گفتگو کی چار قسمیں ہیں، ☆مکمل نقصان دہ بات ☆ مکمل فائدہ مند بات ☆ ایسی بات جو نقصان دہ بھی ہو اور فائدہ مند بھی ☆ایسی بات جس میں نہ فائدہ ہو نہ نقصان

آپ مزید ارشاد فرماتے ہیں: پہلی قسم کی بات سے تو خاموشی اچھی ہے اور ایسے ہی تیسری قسم سے اگر نقصان نفع سے زیادہ ہو اور قسم چار کے کلام میں وقت ضائع کرنا ہے اور یہ بھی بڑا نقصان ہے بس اب دوسری قسم ہی رہی جو کہ بولنے کے قابل ہے اور اب یہ چوتھی قسم بھی بولنے سے خالی نہیں کیوں کہ اس میں بعض آفات چھپی ہوئی ہیں جیسے ریا اور تکلف اور خود پرستی اور بدگوئی اور غیبت اور چغلی وغیرہ کہ بولنے والے کو معلوم نہیں ہوتا اس لیے گفتگو کرنے میں ہر وقت خطرہ ہی خطرہ ہے۔(احیاء العلوم)

چپ رہنے میں نجات ہے:

اے میرے دوست! جب بولنے میں خطرہ ہی خطرہ ہے تو پھر خاموشی ہی اچھی ہے۔

پیارے آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو چپ رہا اس نے نجات پائی۔(سنن ترمذی)

ایک بزرگ ارشاد فرماتے ہیں: خاموشی سے آدمی میں دو فضیلتیں جمع ہوتی ہیں

(1) دین سلامت رہتا ہے (2) دوسرے کی بات خوب سمجھتا ہے۔(احیاء العلوم)

حضرت ابو بکر فضول گوئی سے بچتے تھے:

ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گے تو آپ بیٹھے اپنی زبان مبارک کھینچ رہے تھے حضرت عمر فاروق نے ارشاد فرمایا: ٹھہر جائیں، اللہ آپ کی مغفرت کرے، تو حضرت ابو بکر نے ارشاد فرمایا: اس نے مجھے تباہی میں ڈال رکھا ہے۔(موطاامام مالک)

حضرت ابو بکر صدیق ان خوش نصیب صحابہ کرام میں سے ہیں جن کو اس دنیا کے اندر ہی جنت کی بشارت مل چکی تھی اس کے باوجود آپ زبان کی بے احتیاطیوں سے اس قدر ڈریں ہمیں تو بدرجہ اولی زبان کو قابو میں کرنے اور فضول گوئی سے بچنے کی ضرورت ہے۔

بلکہ حضرت ابو بکر صدیق کے بارے یہ بھی منقول ہے کہ آپ منہ مبارک میں پتھر رکھ لیا کرتے تھے تاکہ (فضول) بات کرنے کا موقع ہی نہ ملے۔(احیاء العلوم)

2: زیادہ کھانا:

اے میرے دوست انسان کی عجیب عجیب عادتوں میں سے ایک عادت بہت زیادہ کھانا بھی ہے حالات بد سے بد ہوتے جا رہے ہیں مسلمانوں کی حالت کسی سے ڈھکی، چھپی نہیں بے عملی کا دور دورہ ہے بس ہر طرف یہی صدائیں بلند ہو رہی ہیں کہ کھاؤ پیو جان بناؤ! جسے دیکھو اس پر بس کچھ نہ کچھ کھانے، پینے کی دھن سوار ہے۔

زیادہ کھانے والے کی قدر و قیمت:

امام شافعی فرماتے ہیں: جو پیٹ میں داخل کرنے کی ہی فکر میں رہتے ہیں ان کی قدر و قیمت بھی وہی ہوتی ہے جو ان سے خارج ہوتا ہے۔(کشف المحجوب)

زیادہ کھانے کے نقصانات:

ہر وقت کچھ نہ کچھ پیٹ میں داخل کرتے رہنا عقل مندی نہیں، زیادہ کھانے، پینے والا اکثر بیمار رہتا ہے اور اس طرح اس عظیم وقت کا بھی ضائع کرنا ہے جس میں انسان ہمیشہ رہنے والی نعمتیں حاصل کر سکتا ہے یہ وقت بہت ہی قیمتی ہے اور اس قیمتی وقت کو کھانے، پینے میں ہی ضائع نہیں کر دینا۔

حضرت داؤد طائی کا عمل:

حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ روٹی نہ کھاتے بلکہ چوری بنا کر کھالیتے اور ستو پیتے اور ارشاد فرماتے: جتنا وقت نوالہ چبانے میں لگتا ہے اس وقت میں قرآن مجید کی فلاں فلاں آیت کی تلاوت کی جاسکتی ہے۔(تنبیہ المغترین)

پس تم سے جتنا ہو سکے کم سے کم کھانے کی کوشش کرو کیوں کہ کم کھانے میں صحت، دولت کی بچت، وقت کی بچت اور کثرت نیک اعمال جیسے منافع چھپے ہیں۔ کھانا کھانے کا اصول بتاتے ہوئے امام غزالی فرماتے ہیں: کھانے سے پہلے بھوک لگی ہونا ضروری ہے کوئی کھانا شروع کرتے وقت بھی بھوکا ہو اور ابھی بھوک باقی ہو اور ہاتھ کھینچ لے وہ ہرگز طبیب کا محتاج نہ ہو گا۔

رسول اللہ ﷺ کی بھوک شریف:

اے بندہ خدا! تم سے جتنا ہو سکے بھوک کو برداشت کر یقیناً پیٹ بھر کر کھانے میں کوئی گناہ نہیں مگر رضائے الٰہی کے لیے بھوک سے کم کھانا ثواب کا باعث ہے میرے مکی مدنی آقا ﷺ اکثر بھوک شریف کو اپنی بارگاہ میں حاضری کا شرف دیتے، چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کئی راتیں مسلسل فاقے فرماتے، آپ ﷺ کے اہل خانہ کو رات کی روٹی میسر نہ آتی اور اکثر جو کی روٹی کھاتے۔(سنن ترمذی)

اور اگر تم اچھے اور زیادہ کھانے کے عادی ہو تو اس فرمان معظم کو حفظ کر لو اور اس پر خوب غور و فکر کرو امید ہے کہ کھانا کم کھانے کا ذہن بنے گا، روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ کو بھوک کی شدت در پیش ہوئی تو ایک پتھر لے کر شکم اطہر پر باندھ لیا اور فرمایا: خبردار کئی لوگ ایسے ہیں جو دنیا میں عمدہ خوراک کھانے والے اور آسودہ زندگی گزارنے والے ہیں مگر قیامت کے روز بھوکے، ننگے ہوں گے، خبردار کئی لوگ ایسے ہیں جو اپنے آپ کو معزز بنانے کی کوشش میں ہیں حالانکہ وہ ذلت کا سامان کر رہے ہیں خبردار کئی لوگ ایسے ہیں جو اپنے آپ کو ذلیل کرتے نظر آتے ہیں مگر یہ ان کے لیے سامان عزت ہے۔(المواھب اللدنیہ)

بھوک کو لازم پکڑ لو:

اے بندہ خدا! اگر تم رضائے الٰہی اور جنت میں بلند مقام حاصل کرنے کے خواہش مند ہو تو اپنے اوپر بھوک کو لازم پکڑ لو اور جب کھانا کھاؤ تو پیٹ بھرنے سے بچو کیوں کہ

وقت ضائع ہونے کے ساتھ ساتھ اور بھی کئی نقصانات ہیں، امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: تم پیٹ بھر کر کھانا کھانے سے بچو کیوں کہ یہ جسم کو خراب کرتا، بیماریاں پیدا کرتا اور نماز میں سستی لاتا ہے اور تم پر کھانے پینے میں میانہ روی لازم ہے کیوں کہ اس سے جسم کی اصلاح ہوتی اور فضول خرچی سے نجات ملتی ہے۔

کھانا کم کھانے کے فوائد:

حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں: کم کھانے سے جسم تندرست رہتا ہے، گناہوں کو چھوڑ دینے سے روح کو سلامتی ملتی ہے اور حضور علیہ الصلوۃ و السلام پر درود شریف پڑھنے سے ایمان سلامت رہتا ہے۔(اخبار الاخیار)

حضرت ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: دنیا کی چابی سیر ہو کر کھانا اور آخرت کی چابی بھوک ہے۔ اور مزید فرماتے ہیں: رات کے کھانے سے ایک لقمہ کم کر دینا مجھے رات بھر قیام کرنے سے زیادہ پسند ہے۔(رسالہ قشیریہ)

شکم سیری کی چھ آفات:

آپ نے شکم سیری کی آفات پر خوب توجہ دلائی، ارشاد فرماتے ہیں: پیٹ بھر کر کھانے میں چھ آفتیں ہیں

- مناجات خداوندی سے محرومی
- علم و حکمت کی حفاظت میں مشکلات
- مخلوق پر شفقت سے دوری کیوں کہ شکم سیر سمجھتا ہے سبھی کا پیٹ بھرا ہوا ہے یوں مسکینوں اور بھوکوں کی ہمدردی کم ہو جاتی ہے۔

- عبادت بوجھ محسوس ہونے لگتی ہے
- خواہشات کا ہجوم ہونے لگتا ہے
- نمازی مساجد کی طرف جا رہے ہوتے ہیں اور زیادہ کھانے والے بیت الخلاء کے چکر لگا رہے ہوتے ہیں۔(کیمیائے سعادت)

آپ ہی کا ارشاد ہے کہ احتلام بھی ایک قہر ہے جو شکم سیری کے نتیجہ میں ہوتا ہے۔(تذکرۃ الاولیاء)

بھوکا شخص:

بھوک کی تعریف کرتے ہوئے آپ مزید ارشاد فرماتے ہیں: بھوک آخرت کی شکم سیری، دنیا کی کنجی ہے او بھوکے شخص کی تمام دینی و دنیاوی ضرورتیں پوری ہوتی رہتی ہیں اور نفس میں عاجزی اور قلب میں نرمی پیدا ہو جاتی ہے اور اس پر علوم سماوی کا انکشاف ہونے لگتا ہے۔(تذکرۃ الاولیاء)

کئی کئی دن بھوکا رہنے والے بزرگ:

ہمارے اسلاف کے معمولات میں کئی کئی دن بھوکے رہ کر اللہ عزوجل کی عبادت کرنا تھا چناں چہ امام محمد بن غزالی علیہ الرحمہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ چھ دن تک کچھ نہ کھاتے، حضرت سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سات دن تک کچھ نہ کھاتے، حضرت ابوالجوزا رضی اللہ عنہ سات دن بھوکے رہتے، حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم اور حضرت سیدنا سفیان بن ثوری ہر تین دن کے بعد کچھ تناول

فرماتے، یہ تمام بزرگ بھوک کے ذریعے آخرت کے راستے پر چلنے میں مدد حاصل کرتے تھے۔(احیاء العلوم)

امام عبد الوہاب شعرانی علیہ الرحمہ تنبیہ المغترین میں ارشاد فرماتے ہیں کہ امام اعظم ابو حنفیہ رضی اللہ عنہ صرف اتنا کھانا تناول فرماتے جتنا ایک پرندہ کھاتا ہے آپ کے بارے میں یہ بھی منقول ہے کہ آپ مسلسل چالیس سال روزے رکھتے رہے جبکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے منقول ہے کہ آپ 7 یا 9 نوالے کھانا تناول فرماتے تھے۔(ایضاً)

حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا آپ بھوکے رہنے کی اتنی زیادہ تعریف کیوں کرتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: اس لیے کہ اگر فرعون بھوکا رہتا تو ہرگز میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں نہ کہتا اور اگر قارون بھوکا رہتا تو باغی نہ ہوتا۔(کشف المحجوب)

بھوکا رہنے کا طریقہ:

اب تم کہو گے کہ یہ تو اسلاف کی خاصیت تھی مجھ میں اتنی طاقت کہاں کہ اتنے اتنے دن بھوکا رہ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی کروں اور رزق حلال کے لیے بھاگ دوڑ کے ساتھ ساتھ والدین کی خدمت بھی کروں۔ تم سچ کہتے ہو کہ یہ خاصیت بزرگوں کی ہی ہے کوئی بھی انسان عام طور پر اتنا بھوکا نہیں رہ سکتا تمھیں اس طرح کرنا چاہیے کہ جو وقت محنت مزدوری یا تجارت کرنے کا ہے اس میں کھانا کھا کر بھوک ختم کرو اور اس کے بعد تمھیں جو وقت عبادت اور دیگر نیک کام کرنے کے لیے ملے اس میں بھوک جیسی عظیم نعمت حاصل کرو اور اس وقت میں کھانا کم سے کم کھاؤ، کھانا کھانے کا تمہارا طریقہ یہ ہونا چاہیے کہ اس

وقت تک کھانے کی طرف ہاتھ نہ بڑھاؤ جب تک بھوک خوب چمک کر نہ لگے اور سیر ہونے سے پہلے ہی کھانے سے ہاتھ کھینچ لو زیادہ کھانے کے نقصان ہی نقصان ہیں۔

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اپنے آپ کو پیٹ بھر کر کھانے سے بچاؤ کہ یہ زندگی میں بوجھ اور موت کے وقت بدبو ہے۔ (احیاء العلوم)

کھانے کے احکامات:

ویسے بھی کھانے کے حوالے سے ہر فرد پر اس کی حالت کے مطابق علیحدہ علیحدہ حکم ہے صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ کھانے کے متعلق مختلف احکامات بیان کرے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

بعض صورتوں میں کھانا فرض ہے کہ کھانے پر ثواب ہے اور نہ کھانے میں عذاب اگر بھوک کا اتنا غلبہ ہو کہ جانتا ہو کہ نہ کھانے سے مر جائے گا تو اتنا کھالینا کہ جس سے جان بچ جائے فرض ہے اور اگر اس صورت میں نہیں کھایا یہاں تک کہ مر گیا تو گنہگار ہوا، اتنا کھالینا کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی طاقت آجائے اور روزہ نہ رکھ سکے گا تو اس مقدار کھالینا ضروری ہے اور اس میں بھی ثواب ہے۔

مزید فرماتے ہیں: بھوک سے کم کھانا چاہیے اور پوری بھوک بھر کر کھالینا مباح ہے یعنی نہ ثواب ہے نہ گناہ کیوں کہ اس کا بھی صحیح مقصد ہو سکتا ہے کہ طاقت زیادہ ہو گی اور بھوک سے زیادہ کھالینا حرام ہے زیادہ کا یہ مطلب ہے کہ اتنا کھالینا جس سے پیٹ خراب ہونے کا گمان ہے مثلاً دست آئیں گے اور طبیعت بدمزہ ہو جائے گی۔

اگر بھوک سے زیادہ اس لیے کھایا کہ کل کا روزہ اچھی طرح رکھ سکے گا، روزہ میں کمزوری نہیں پیدا ہو گی تو حرج نہیں جب کہ اتنی ہی زیادتی ہو جس سے معدہ خراب ہونے کا اندیشہ نہ ہو اور معلوم ہے کہ زیادہ نہ کھایا تو کمزوری ہو گی اور دوسرے کاموں میں دقت ہو گی، یوہیں اگر مہمان کے ساتھ کھا رہا ہے اور معلوم ہے کہ یہ ہاتھ روک دے گا تو مہمان شرما جائے گا اور سیر ہو کر نہ کھائے گا تو اس صورت میں بھی کچھ زیادہ کھا لینے کی اجازت ہے۔

اسی طرح جوان آدمی کو یہ اندیشہ ہے کہ سیر ہو کر کھائے گا تو غلبہ شہوت ہو گا تو کھانے میں کمی کرے کہ غلبہ شہوت نہ ہو مگر اتنی کمی نہ کرے کہ عبادت میں قصور ہو۔(بہار شریعت)

اور جہاں تک ہو سکے اپنی خوراک میں کمی کرو اس کا بہترین طریقہ جس سے بدن میں کمزوری بھی نہ ہو گی اور خوراک بھی کم ہو جائے گی وہ یہ ہے کہ اپنی روزمرہ کی خوراک کا حساب لگا کر کہ کتنی ہے اس سے کم درجہ پر آجاؤ جس سے کمزوری نہ ہو کچھ دن اس پر جمے رہو نہ کم کرو اور نہ بڑھانا پھر کچھ دن بعد چند نوالے اور کم کر دینا اس طرح تم جتنا خوراک رکھنا چاہتے ہو رکھ لوگے اور کمزوری بھی نہ ہو گی۔

3: زیادہ سونا:

زیادہ سونا کوئی بھلائی کا کام نہیں ہے اس لیے اس عادت سے بھی جان چھڑاؤ کہ اس میں نقصان ہی نقصان ہے اگر تمہاری زندگی ساٹھ سال ہے اور اس ساٹھ سال میں تم ہر روز آٹھ گھنٹے بھی سوتے ہو تو تمہاری زندگی کے بیس سال ضائع ہوئے، بقایا بچے چالیس

سال اور اس چالیس سال میں بھی تم نے اپنا بہت سا وقت کھانے، پینے، فضول گوئی اور دیگر غیر ضروری کاموں میں صرف کیا ہو گا جب زندگی کا اتنا بڑا حصہ یونہی ضائع کروگے تو آخرت میں کیا خاک بھلائیاں حاصل کروگے، یاد رہے زیادہ سونے والا مردار کی طرح زمین پر پڑا رہتا ہے اسے ہوش ہی نہیں ہوتی کہ اس کے رب عزوجل نے اسے کس لیے پیدا کیا ہے اور نہ ہی یہ ہوش رہتی ہے کہ دنیا والے کیا کیے جا رہے ہیں۔

لیکن یاد رہے یہ حال ان لوگوں کا ہے جو ہر وقت بس سونے کی فکر میں رہتے ہیں ایسوں کو دیکھا گیا ہے کہ زیادہ نیند لینے کے لیے سکول یا کاروبار سے خاص چھٹی کے دن کا انتظار کرتے ہیں اور پھر غفلت بھری نیند کے خوب مزے اڑاتے ہیں اور بعض تو معاذ اللہ نیند کے چکروں میں نمازیں بھی قضاء کر ڈالتے ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں عقل سلیم عطا فرمائے۔

نیند کے احکام:

نیند کے معاملہ میں ہر فرد کے لیے اس کی حالت کے مطابق علیحدہ علیحدہ حکم ہے اکثر اوقات گناہوں میں صرف کرنے والے کے لیے سونا فائدہ مند ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: شیطان پر گنہگار کے سونے سے بڑھ کر کوئی چیز سخت نہیں جب گنہگار سوتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ کب یہ اٹھے گا جو اٹھ کر خدا کی نافرمانی کرے گا۔

یہ سچ ہے کہ نیند کی حالت میں بندہ گناہوں سے بچا رہتا ہے کراماً، کاتبین اس کا نامہ اعمال نہیں لکھتے، اس کی زبان جھوٹ، غیبت، چغلی، وعدہ خلافی، آنکھیں بد نگاہی، سینہ بغض و حسد، کینہ و ریاکاری اور دیگر بُرے اعمال سے بچا رہتا ہے۔ مگر جو بندہ اپنے آپ کو نیک کاموں میں مشغول رکھتا ہے اس کے لیے زیادہ سونا نقصان ہی نقصان ہے ایک بزرگ

فرماتے ہیں: اگر نیند افضل ہوتی تو یقیناً جنت میں بھی سونا ہوتا، اس قول کی وضاحت کرتے ہوئے شیخ سید علی ہجویری فرماتے ہیں: مطلب یہ کہ اگر نیند میں کوئی خوبی ہوتی تو جو جنت میں مقام قربت ہے وہاں نیند ضرور ہوتی چونکہ جنت میں نہ حجاب ہے نہ نیند تو اس سے ظاہر ہے کہ نیند میں حجاب ہے۔(کشف المحجوب)

اسلاف جاگنے کا کس طرح انتظام کرتے تھے؟

حضرت شیخ ابو بکر شبلی علیہ الرحمہ کے بارے منقول ہے کہ آپ اپنے پاس ایک سلائی نمک کے پانی سے تر کرکے رکھ لیا کرتے اور جب نیند کا غلبہ ہوتا تو وہ سلائی آنکھ میں پھیر لیا کرتے تھے۔(ایضاً)

حضرت ابو مسلم خولانی بھی رات کو ایک ڈنڈا اپنے پاس رکھتے جب نیند کا غلبہ ہوتا تو اپنے جسم پر ایک زور دار ضرب لگا کر اپنے نفس کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے پر مجبور کرتے۔

نیند کس وقت لینی چاہیے:

یہ ہمارے اسلاف کی حالت تھی جب کہ ہم ساری ساری رات جاگ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کے ساتھ دن کو محنت ومزدوری اور دیگر کام سرانجام نہیں دے سکتے۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے مکی ومدنی آقا ﷺ کی سنت کی پیروی کرتے ہوئے کچھ دیر رات کو اور کچھ دیر دوپہر کو آرام کیا کریں کہ اس پر بھی اجر ملے گا، لیکن رات کو بھی سونا کس وقت چاہیے اس سلسلہ میں مجھے شیخ علی ہجویری المعروف داتا علیہ الرحمہ کا یہ فرمان بہت

پسند ہے آپ فرماتے ہیں: نیند کے غلبہ کے وقت سونا چاہیے اور جب آنکھ کھل جائے تو پھر مریدوں کے لیے سونا حرام ہے۔ (کشف المحجوب)

وضو کے ساتھ سونے کی فضیلت:

انسان اگر اچھی نیت کے ساتھ سوئے گا تو اس کا یہ سونا بھی عبادت ہے اور سونے سے پہلے وضو کر لینا چاہیے کہ حدیث شریف میں ہے جو بندہ وضو کی حالت میں سوتا ہے تو اللہ عزوجل اس کی روح کو عرش کے نیچے سجدہ کرنے کی اجازت دیتا ہے۔

سونے سے پہلے مسواک کرنا:

اور سونے سے پہلے مسواک کرنا سنت مبارکہ ہے جب سو کر اٹھے تو بھی مسواک کرے کہ یہ بھی سنت ہے حجۃ الاسلام امام محمد بن محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: کہ بعض اکابر کی رات کو جتنی بار بھی آنکھ کھلتی اتنی بار ہی مسواک کرتے۔ (احیاء العلوم)

نیند سے پہلے کے وظائف:

سونے سے پہلے کچھ وظائف مقرر کر لو کہ ان کو پڑھے بغیر نہ سونا بعض کا میں یہاں ذکر کر دیتا ہے سورہ فاتحہ ایک دفعہ، سورہ بقرہ کی پہلی پانچ آیات اور آیت نمبر 285 تا 286، ایک دفعہ آیۃ الکرسی، سورہ کہف کی آیت نمبر 107 تا 110، سورہ اخلاص تین دفعہ، قرآن مجید کی آخری تین سورتوں کی تلاوت کرکے ہاتھ کی ہتھیلیوں پر دم کر کے بدن پر جہاں تک پہنچے پھیر لینا، اس عمل کو تین دفعہ کرنا کہ یہ عمل سنت مبارکہ ہے پھر

تسبیح فاطمہ، پھر سونے کی دعا پھر سورہ کافرون، ہو سکے تو سورہ ملک کی بھی تلاوت کر لینا کہ یہ سورت عذاب قبر سے حفاظت کرنے والی ہے۔

سوتے وقت یہ کام کرنا:

- داہنی کروٹ قبلہ رو سونے میں شروع کرنا، سوتے وقت قبر کو یاد کرو کہ وہاں تنہا سونا ہو گا سوائے اعمال کے کوئی ساتھ نہ ہو گا۔
- سونے سے پہلے اللہ عزو جل کے ذکر میں مشغول رہنا یہاں تک کہ سو جاؤ کیوں کہ انسان جس حالت پر مرتا ہے قیامت کے دن اسی حالت پر اٹھے گا۔
- سونے سے پہلے اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگنا ہو سکے تو دو رکعت نفل استغفار کے پڑھ لینا، اس عمل کو مت بھولنا کیا تم مچلز میں ہمارے ساتھ کام کرنے والے غلام مصطفٰی کو بھول تو نہیں گے جو اچھا خاصہ سویا مگر صبح کو زندہ نہ اٹھ سکا۔
- اگر کوئی وصیت کرنی ہے تو ایک کاغذ پر لکھ کر سرہانے رکھ لو کیوں کہ جو کوئی بغیر وصیت کے مرتا ہے اس کو عالم برزخ میں تا قیامت بولنے کی اجازت نہیں ہوتی مردے اس کی ملاقات کو آتے ہیں، باتیں کرتے ہیں مگر وہ نہیں بولتا تو وہ کہتے ہیں کہ یہ مسکین بغیر وصیت کے مرا ہے۔
- سونے کے وقت یہ خیال کرنا کہ سونا ایک طرح کی وفات ہے اور جاگنا ایک طرح کا جی اٹھنا ہے۔
- زندگی اور موت کے درمیان میں سونا ایسے ہے جیسے دنیا اور آخرت کے درمیان میں برزخ ہے۔

- حضرت لقمان حکیم رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو کہا کہ اگر تجھے موت میں شک ہے تو سونا مت جیسے تو سو جاتا ہے ویسے ہی مر جائے گا اور اگر تجھے مرنے کے بعد جی اٹھنے میں تردد ہے تو سو مگر جاگنا مت کہ جیسے سونے کے بعد جاگتا ہے اسی طرح تو مرنے کے بعد جی اٹھے گا۔(احیاء العلوم)
- سونے سے پہلے یہ نیت کر لینا کہ جلد اٹھ کر نماز تہجد ادا کروں گا اور اٹھنے کے بعد تقوی و پرہیز گاری اختیار کرتے ہوئے ان شاء اللہ ہر گناہ سے بچوں گا، عصر کے بعد سونے سے بچنا کہ حضور علیہ الصلوۃ و السلام نے ارشاد فرمایا: کہ جو شخص عصر کے بعد سوئے اور اس کی عقل جاتی رہے تو وہ اپنے آپ کو ہی ملامت کرے۔(مسند ابی یعلی) اسی طرح حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے اس چھت پر بھی سونے سے منع فرمایا ہے جس پر روک نہ ہو۔(سنن ترمذی)
- دوپہر کو قیلولہ کرنا سنت مبارکہ ہے صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی لکھتے ہیں: قیلولہ کرنا جائز بلکہ مستحب ہے غالباً یہ ان لوگوں کے لیے ہو گا جو شب بیداری کرتے ہیں، رات میں نمازیں پڑھتے، ذکر الٰہی کرتے ہیں یا کتب بینی یا مطالعہ میں مشغول رہتے ہیں کہ شب بیداری میں جو تکان ہو قیلولہ سے دور ہو جائے گی۔(بہار شریعت)
- قصداً مت سونا بلکہ اس وقت سونا جب نیند کا غلبہ ہو جائے ہاں اگر اس طرح صبح کو آنکھ دیر سے کھلنے کا خدشہ ہو تو جس سے نماز تہجد یا نماز فجر قضاء ہو جاتی ہے تو ایسے

شخص کو چاہیے کہ نماز عشاء پڑھ کر فوراً سو جائے کہ بعض بزرگ رات کو اول وقت میں سوتے اور دوم وقت میں اٹھ کر نمازیں پڑھتے تھے۔

ساری رات عبادت سے افضل عمل:

حضرت سیدنا ابو بکر بن سلیمان بن ابو حثمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک دن نماز فجر میں میرے والد کو نہیں پایا تو بازار کی طرف چلے کیوں کہ حضرت سیدنا سلیمان بن ابو حثمہ کی رہائش بازار اور مسجد کے بیچ تھی جب آپ شفاء ام سلیمان کے قریب سے گزرے تو ان سے کہا میں نے فجر کی نماز میں سلیمان کو نہیں دیکھا؟ تو انہوں نے جواب دیا وہ ساری رات عبادت کرتے رہے صبح کو ان کی آنکھ لگ گئی یہ سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا: کہ فجر کی نماز باجماعت ادا کرنا میرے نزدیک ساری رات عبادت کرنے سے بہتر ہے۔(سنن ابن ماجہ)

اسلاف اور سونے کے معمولات:

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ گرمیوں میں ظہر سے عصر کے درمیان اور سردیوں میں مغرب سے عشاء کے دمیان تھوڑا سا آرام فرمالیتے تھے۔

حضور غوث پاک شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ چالیس سال تک عشاء کے وضو سے نماز فجر ادا فرماتے رہے۔

حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت سری سقطی سے زیادہ کسی کو عبادت گزار نہیں دیکھا آپ نے اٹھانوے سال کی عمر پائی مگر مرض موت کے علاوہ آپ کو کبھی آرام کرتے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔ (رسالہ قیشریہ)

بعض بزرگان دین نے اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا اللہ عزوجل ارشاد فرمارہا تھا کہ مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم میں سلیمان تیمی کے ٹھکانے کو ضرور عزت والا بناؤں گا کیوں کہ اس نے چالیس سال تک میرے لیے عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کی ہے۔

حضرت سیدنا مالک بن دینار فرماتے ہیں: کہ ایک رات میں اپنا ورد بھولا کر سو گیا تو میں نے خواب میں ایک خوبصورت لڑکی کو دیکھا اس کے ہاتھ میں ایک رقعہ تھا اس نے مجھ سے کہا کیا تم اسے پڑھنا پسند کرتے ہو؟ میں نے کہا ہاں! تو وہ رقعہ اس نے مجھے دے دیا اس میں لکھا تھا:

I. کیا تجھے لذتوں اور خواہشوں نے جنت کی کنواری لڑکیوں سے غافل کر دیا ہے۔
II. جنت میں تو ہمیشہ رہے گا کیوں کہ اس میں موت نہیں اور تو وہاں خوبصورت عورتوں کے ساتھ کھیلے گا۔
III. اپنی نیند سے بیدار ہو جا کیوں کہ تہجد میں قرآن پڑھنا نیند سے بہتر ہے۔

اور اے میرے دوست! زیادہ محنت و مشقت والا کام کرنے سے بھی بچنا کہ اس سے جسم کے اعصاب اور جوڑ ڈھیلے پڑ جاتے ہیں جس کی وجہ سے نیند زیادہ آتی ہے، زیادہ کھانا کھانے اور زیادہ پانی پینے سے بھی نیند کا غلبہ ہوتا ہے۔

4: بے مقصد کاموں میں پڑنا:

اے بندہ خدا! ایسے کاموں کو چھوڑ دے جن میں دین و دنیا کا کوئی فائدہ نہیں بے مقصد کاموں میں پڑنا عقل مندی نہیں کہ اس سے آخرت کا عظیم خسارہ ہے حضور علیہ الصلوۃ و السلام نے ارشاد فرمایا: انسان کے اسلام کی خوبیوں میں سے ایک خوبی اس امر کو چھوڑ دینا ہے جو اسے نفع نہ دے۔(سنن ترمذی)

اصلاح کے لیے یہ حدیث مبارک کافی ہے کہ اسے حفظ کر لو اور اس پر عمل کرتے رہو۔

5: غیر ضروری دوستوں کی صحبت:

انسان کی فطرت میں یہ بات شامل ہے کہ وہ لوگوں کے ساتھ مل جل کر رہنا پسند کرتا ہے ہر انسان کا کوئی نہ کوئی اس کا ہم خیال دوست ضرور ہوتا ہے لیکن اب دوستی کا مرض اس قدر بڑھ چکا ہے کہ لوگ زیادہ دوست بنانے میں فخر محسوس کرتے ہیں مشاہدہ یہی بتاتا ہے کہ زیادہ دوست بنانا مجموعی طور پر نقصان دہ ہی ہوتا ہے ہاں اس شخص کے لیے زیادہ دوست بنانا یا یوں کہہ لیں کہ زیادہ تعلقات بنانا فائدہ مند ہیں جو کسی دینی منصب پر فائز ہے جیسے کوئی عالم دین، امام مسجد وغیرہ کہ وہ ان تعلقات کو استعمال کرتے ہوئے زیادہ لوگوں تک دین کا پیغام پہنچائے گا اور دینی معاملات جیسے مساجد و مدارس کی تعمیر و ترقی میں ان سے مدد حاصل کر سکے گا البتہ جو ان مناصب پر فائز نہیں ہے تو اس کے لیے کم سے کم دوست رکھنا ہی فائدہ مند ہے۔

اگر تم چاہتے ہو کہ تمھیں زیادہ سے زیادہ نیک اعمال کرنے کا موقع ملے تو پھر دوست کم ہی بنانا اور اگر کسی کو دوست بنالو تو پھر اس کے اندر اچھائیوں کو دیکھنا مت بھولنا حدیث

شریف میں ہے کہ ہر انسان اپنے دوست کی عادت پر ہوتا ہے تو وہ دیکھے کہ کسے دوست بنا رہا ہے۔

پانچ لوگوں کی صحبت سے بچنا:

امام جعفر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: پانچ لوگوں کی صحبت سے تمھیں ہمیشہ بچنا چاہیے۔

ایک جھوٹا: کیوں کہ اس کی عادت تجھے فریب میں مبتلا کرے گی۔

دوسرا بیوقوف: وہ جس قدر بھی تمہاری بہتری چاہے گا اسی قدر نقصان پہنچائے گا۔

تیسرا کنجوس: اس کی صحبت سے بہترین اور قیمتی وقت ضائع ہو جائے گا۔

چوتھا بزدل: کہ سخت حاجت کے وقت تجھے چھوڑ کر چلا جائے گا۔

پانچواں فاسق: کہ ایک لقمہ یا اس سے کمتر کے بدلے تجھے بیچ دے گا، کسی نے پوچھا لقمہ سے کم تر کیا ہے آپ نے فرمایا: طمع کرنا پھر اس کا نہ ملنا۔ (احیاء العلوم)

اچھے اور برے ساتھی کی مثال:

نبی رحمت، شفیع امت ﷺ نے ارشاد فرمایا: اچھے اور برے مصاحب کی مثال مشک اٹھانے والے اور بھٹی جھونکنے والے کی طرح ہے کستوری اٹھانے والا تمھیں تحفہ دے گا یا تم اس سے خریدو گے یا تمھیں اس سے عمدہ خوشبو آئے گی جب کہ بھٹی جھونکنے والا تمہارے کپڑے جلائے گا یا تمھیں اس سے ناگوار بدبو آئے گی۔ (صحیح مسلم)

دوست کو اچھی نصیحت:

کسی فاسق و فاجر شخص کو مت دوست بنانا کہ جب وہ صغیرہ و کبیرہ گناہوں میں مبتلا ہو گا تو وہ نہیں چاہے گا کہ تم ان گناہوں سے بچتے رہو جس طرح وہ خود شیطان و نفس کے جال میں پھنسا ہوا ہے تمھیں بھی پھنسا لے گا اگر تم نہ بھی چاہو تو پھر بھی بُری صحبت کے بُرے اثرات سے بچ نہیں پاؤ گے بلکہ آہستہ آہستہ یہ بری عادات تمہارے اندر منتقل ہو جائیں گی، لہذا جسے دوست بناؤ اس کے اندر ان خوبیوں کو ضرور دیکھنا، علم و عمل، زہد و تقوی، عشق رسول ﷺ، خوف خدا اور میرے آقا امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے عقائد پر پختگی، اگر کوئی ان اوصاف سے خالی ملے تو اس سے دور بھاگنا۔

ایک بزرگ کی اپنے بیٹے کو وصیت:

ایک بزرگ نے اپنے بیٹے کو مرتے وقت وصیت میں فرمایا: کہ بیٹا اگر تجھے لوگوں کی صحبت کی ضرورت پڑے تو ایسے شخص کے ساتھ رہنا کہ جب تو اس کی خدمت میں جائے تو تیری حفاظت کرے اور جب تو اس کے پاس بیٹھے تو تجھے زینت دے اگر تجھے کوئی مشکل پیش ہو تو وہ برداشت کرے اگر تو اپنا ہاتھ خیر کے لیے پھیلانا چاہے تو پھیلا دے اگر تیرے اندر کوئی خوبی دیکھے تو اسے بیان کرے اور اگر برائی دیکھے تو اسے چھپائے جس وقت تو اس سے سوال کرے تو وہ اسے پورا کرے اگر تو خاموش رہے تو خود ابتداء کرے اگر تجھ پر کوئی مصیبت نازل ہو تو تیری غم خواری کرے جب تو کوئی حق بات کہے تو تیری تصدیق کرے اگر کسی کام کا تو ارادہ کرے تو تجھے مشورہ دے اگر تم دونوں میں اختلاف ہو تو تجھے اپنے نفس پر ترجیح دے۔ (ایضاً)

اللہ کے لیے محبت کرنے کی فضیلت:

تمعیں شائید ہی ان خوبیوں کا حامل دوست ملے اگر مل جائے تو پھر تو خود بھی اس کے لیے ایسے ہی جذبات اور تعلقات رکھنا بصورت دیگر بُرے دوستوں سے تنہائی اچھی ہے۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ کسی سے بھی دوستی صرف خالص اللہ کے لیے ہونی چاہیے کہ یہ بھی باعث فضیلت ہے کہ حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اکرم، نور مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ جب کوئی اپنے کسی بھائی سے اللہ عزوجل کے لیے محبت کرتا ہے تو آسمان سے ایک منادی نداء کرتا ہے کہ خوش ہو جا جنت بھی تجھ سے خوش ہے اور اللہ عزوجل اپنے عرش کے ملائکہ سے فرماتا ہے کہ میرا بندہ میرے لیے لوگوں سے ملتا ہے اس کی میزبانی کرنا میرے ذمہ ہے پھر اللہ عزوجل اس کے لیے جنت کے سوا کسی بات پر راضی نہیں ہوتا۔ (مجمع الزوائد)

حضرت ابو ادریس خولانی رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے فرمایا: خدا کی قسم میں اللہ کے لیے آپ سے محبت کرتا ہوں انہوں نے دریافت کیا صرف اللہ کی رضا کے لیے؟ میں نے عرض کی جی ہاں صرف اللہ کی رضا کے لیے۔

تو انہوں نے میری چادر کا کنارہ پکڑا کر کھینچا اور فرمایا: پھر تمہارے لیے ایک خوش خبری ہے میں نے نبی اکرم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے جو لوگ میری رضا کے لیے آپس میں محبت رکھتے ہیں ان کے لیے میری محبت واجب ہو گئی، جو لوگ میری رضا کے لیے آپس میں مل جل کر بیٹھتے ہیں اپنا جان مال خرچ

کرتے ہیں ایک دوسرے کے لیے ملاقات کے لیے جاتے ہیں (توان سب کے لیے میری محبت واجب ہو گئی۔) (موطاامام مالک)

دوست کی صحبت میں کرنے والے کام:

تم جب اپنے دوست کے پاس بیٹھو تو نیک اعمال میں مشغول رہنا تاکہ یہ قیمتی لمحات بھی ضائع نہ جائیں، مثلاً اپنے دوست کو نیکی کی دعوت دینا، برائی سے منع کرنا، اسے علم دین سکھانا یا خود سیکھنا، اگر اسے کسی چیز کی حاجت ہو تو اسے پورا کرنا، اگر وہ تمہیں کوئی حق بات کہے تو اسے قبول کرنا، صالحین کا ذکر کرنا اور ہر اس فعل سے بچنا جس سے تمہارے دوست کو گھن پیدا ہو۔

6: حب دنیا:

یاد رکھنا دنیا کی محبت تمام برائیوں کی جڑ ہے یہ فتنوں میں مبتلا کرتی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر ابھارتی اور طویل رنج و غم کا باعث بنتی ہے۔ نبی مکرم، نور مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا: دنیا کی محبت ہر برائی کی جڑ ہے۔ (مشکاۃ المصابیح)

ہر برائی کی جڑ:

شیخ الاسلام امام عبد اللہ بن علوی حداد حضرمی شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: یہ حقیقت ہے کہ دنیا کی محبت ہر خطاء کی جڑ ہے، ہر آفت کی اصل، ہر مصیبت کی بنیاد، ہر فتنے کا سرچشمہ اور ہر مشقت کا مرکز ہے اور یہ ایسی مصیبت ہے جس کا نقصان اس زمانے میں پھیل چکا ہے جس کا شر چھا چکا ہے اور جس کا خطرہ بہت بڑھ چکا ہے، محبت دنیا کے اندھیرے نے ہر خاص و عام کو ڈھانپ لیا ہے پھر بھی لوگ شرم، عار محسوس کیے بغیر برملا

اس کی محبت کا اظہار کرتے ہیں، دنیا کی محبت لوگوں کے دلوں میں کامل طور پر گھر کر چکی ہے، دنیا سجانے اور اس کا سازو سامان اکٹھا کرنے کی اندھی حرص انہیں دنیا سے محبت ہی کے نتیجے میں ملی ہے ان کی دوڑ دھوپ، دن ورات شبہات اور حرام کو شکار کرنے میں ہی صرف ہو رہی ہے گویا یوں لگتا ہے اللہ عزوجل نے ان پر دنیا کو سجانا، اسے آباد کرنا ایسے ہی فرض کیا ہے جیسا کہ نماز اور روزے...

اس کی محبت کی وجہ سے دین کے نشانات مٹ گے، یقین کے انوار ماند پڑ گے، نصیحت کرنے والوں کی زبانیں بند ہو گئیں، اسی کی وجہ سے ہدایت کے راستے بند اور گمراہی کے راستے کھل گے رب لم یزل کی قسم دنیا کی محبت اندھا اور بہرہ فتنہ اور ایسا سیاہ اندھیرا ہے کہ جس میں نہ تو کوئی دعا قبول ہوتی ہے اور نہ ہی کسی پکارنے والے کی پکار سنی جاتی ہے۔(رسالۃ المذاکرۃ)

اللہ کے نزدیک دنیا کی حیثیت:

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک مقام ذوالحلیفہ میں تھے کہ آپ نے ایک مردار بکری کو ٹانگ اٹھائے پڑے دیکھا تو فرمایا: جتنی یہ بکری اپنے مالک کے سامنے حقیر ہے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اللہ تعالیٰ کے سامنے دنیا اس سے بھی زیادہ حقیر ہے اگر اللہ کے نزدیک دنیا کی کچھ حیثیت ہوتی تو کافر کو اس میں سے پانی کا ایک قطرہ بھی پینے کو نہ دیتا۔(سنن ابن ماجہ)

حضرت مستور بن شداد رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں چند سواروں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا کہ راستے میں ایک بکری کا مردہ بچہ پڑا تھا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ بچہ اپنے مالک کے نزدیک کس قدر حقیر ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ اگر یہ حقیر اور ذلیل نہ ہوتا تو وہ اسے کیوں پھینکتا، آپ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ (قدرت) میں میری جان ہے جتنا یہ بچہ اپنے مالک کے نزدیک اب حقیر ہے اللہ کے نزدیک دنیا اس سے بھی زیادہ حقیر ہے۔(سنن ابن ماجہ)

تاجدار رسالت، شہنشاہ بنی آدم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے ابن آدم کی غلاظت کو دنیا کی مثال بنایا۔(شعب الایمان للبیہقی)

دنیا سے ڈرو:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دنیا سے ڈرو یہ ہاروت و ماروت سے بھی زیادہ جادوگر ہے۔(ایضاً)

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں اپنے بعد تم پر اس بات سے خوف کرتا ہوں کہ دنیا کی زیب و زینت اور تروتازگی تم پر کھول دی جائے گی۔(صحیح مسلم)

قرآن میں دنیا کی حقیقت کی مثال:

اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن مجید میں دنیا کی حقیقت واضح انداز میں بیان فرمائی چناں چہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

اِنَّمَا مَثَلُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا یَاْكُلُ النَّاسُ وَ الْاَنْعَامُؕ-حَتّٰۤى اِذَاۤ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَ ازَّیَّنَتْ وَ ظَنَّ اَهْلُهَاۤ اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَیْهَاۤۙ-اَتٰىهَاۤ اَمْرُنَا لَیْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِیْدًا كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِؕ-كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ(۲۴)

دنیا کی زندگی کی کہاوت تو ایسی ہی ہے جیسے وہ پانی کہ ہم نے آسمان سے اتارا تو اس کے سبب زمین سے اگنے والی چیزیں گھنی (زیادہ) ہو کر نکلیں جو کچھ آدمی اور چوپائے کھاتے ہیں یہاں تک کہ جب زمین نے اپنا سنگار لے لیا اور خوب آراستہ ہو گئی اور اس کے مالک سمجھے کہ یہ ہمارے بس میں آ گئی ہمارا حکم اس پر آیا رات میں یا دن میں تو ہم نے اسے کر دیا کاٹی ہوئی گویا کل تھی ہی نہیں ہم یونہی آیتیں مُفَصَّل بیان کرتے ہیں غور کرنے والوں کے لیے۔ پارہ 11، سورہ یونس، آیت 24

تفسیر خزائن العرفان میں ہے یہ ان لوگوں کے حال کی ایک تمثیل (یعنی مثال) ہے جو دنیا کے شیفتہ (یعنی فریفتہ) ہیں اور آخرت کی انہیں کچھ پراوہ نہیں، اس میں بہت دلپذیر طریقہ پر خاطر گزیں کیا گیا ہے کہ دنیا زندگانی، امیدوں کا سبز باغ ہے اس میں عمر کھو کر جب آدمی اس غایت پر پہنچتا ہے جہاں اس کو حصول مراد کا اطمینان ہو اور وہ کامیابی کے نشے میں مست ہو اچانک اس کو موت پہنچتی ہے اور وہ تمام نعمتوں اور لذتوں سے محروم ہو جاتا ہے (حضرت) قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ دنیا کا طلبگار جب بلکل بے فکر ہوتا ہے اس وقت اس پر عذاب الٰہی آتا ہے اور اس کا تمام سازوسامان جس سے اس کی امیدیں وابستہ تھیں (سب) غارت ہو جاتا ہے۔

وَ لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ؕ وَ رِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى ﴿۱۳۱﴾

اور اے سننے والے اپنی آنکھیں نہ پھیلا اسکی طرف جو ہم نے کافروں کے جوڑوں کو برتنے کے لیے دی ہے جیتی دنیا کی تازگی کہ ہم انہیں اس کے سبب فتنہ میں ڈالیں اور تیرے رب کا رزق سب سے اچھا اور سب سے دیر پا ہے۔ پارہ 16، سورہ طہ، آیت 131

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ ۚ وَ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ﴿۲۰﴾

جو آخرت کی کھیتی چاہے ہم اس کے لیے اس کی کھیتی بڑھائیں اور جو دنیا کی کھیتی چاہے ہم اسے اس میں سے کچھ دیں گے اور آخرت میں اُس کا کچھ حصہ نہیں۔ پارہ 25، سورہ الشوری، آیت 20

دنیا کے چاہنے والے کون ہیں؟

اے بندہ خدا جب یہ دنیا اللہ تعالی کے نزدیک مچھر کے پر جتنی بھی حیثیت نہیں رکھتی جب یہ ایک سڑک پر پڑے ہوئے مردار سے بھی زیادہ بری ہے جب اسے ابن آدم کی غلاظت سے تشبیہ دی گئی ہے جب اس کی صحبت ایک زبردست گناہ ہے جب اس کی محبت ہر برائی کی جڑ ہے تو پھر کسی بھی عقل مند کو زیبا نہیں کہ وہ اس سے دل لگائے. بلکہ اسے چاہیے کہ اس سڑے ہوئے مردار کو اپنی پیٹھ پیچھے پھینکے اور آخرت کی تیاری کرے. بزرگ فرماتے ہیں کہ دنیا ایک مردار ہے اور اس کے چاہنے والے کتے ہیں۔ شیخ ابو طالب مکی. رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

بروز قیامت اللہ تعالی دنیا کو جہنم میں جانے کا حکم دے گا تو وہ عرض کرے گی اے اللہ میرے گروہ اور میرے چاہنے والے اللہ عزوجل ارشاد فرمائے گا اس کے گروہ اور چاہنے والوں کو بھی اس کے ساتھ جہنم میں ڈال دو پس انہیں بھی جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

(قوت القلوب)

دنیا آخرت کے مقابل:

حسن اخلاق کے پیکر نبیوں کے تاجور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا دنیا آخرت کے مقابلے میں ایسی ہے جیسے تم میں سے کوئی اپنی انگلی سمندر میں ڈالے پھر دیکھے کہ وہ کتنا پانی لے کر لوٹتی ہے۔(سنن ابن ماجہ)

رسول اللہ ﷺ کا طریقہ:

اللہ تعالی کے حبیب صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھے دنیا ویران کرنے کے لیے بھیجا گیا ہے. اس لیے جو اسے آباد کرے گا وہ مجھ سے نہیں یعنی میرے طریقے پر نہیں۔(الترغیب والترہیب)

رسول اللہ ﷺ کی وصیت:

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جو اپنی آخرت سے محبت کرتا ہے وہ اپنی دنیا کو نقصان پہنچاتا ہے اور جو اپنی دنیا سے محبت کرتا ہے وہ آخرت کا نقصان اٹھاتا ہے. پس تم باقی رہنے والی کو فنا ہونے والی پر ترجیح دو۔(شعب الایمان للبیہقی)

حضرت عمر بن عبد اللہ کا افسوس:

اللہ تعالی ہمیں دنیا کی محبت اور اس کی غلاظت سے محفوظ فرمائے حضرت سیدنا عمر بن عبد اللہ رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ افسوس میں کتنی غفلت کرتاہوں حالانکہ مجھ سے حساب وکتاب میں ہر گز غفلت نہیں برتی جائے گی میری زندگی کیونکر خوشگوار ہو سکتی ہے حالانکہ میرے سامنے ایک کٹھن دن ہے میں عمل میں چستی کیوں اختیار نہیں کرتا حالانکہ میں نہیں جانتا کہ میری موت کا وقت کیا ہےمیں دنیا میں کیسے خوش رہوں؟حالانکہ میں نے یہاں ہمیشہ نہیں رہنا میں اسے ترجیح کیوں دوں مجھ سے پہلے جس نے بھی دنیا کو ترجیح دی دنیا نے اسے نقصان پہنچایا میں اسے کیوں پسند کروں یہ تو فنا ہو کر مٹ جائے گی میں اس کی حرص کیوں رکھوں کیوں کہ میرا مسکن اور جائے فرار تو کہیں اور ہے میں اس دنیا کے چلے جانے پر کیوں افسوس کروں؟خدا کی قسم میں نہیں جانتا کہ میرے گناہوں کی وجہ سے میرے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا۔(بحر الدموع)

امام شافعی کا واعظ:

امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ نے نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے میرے بھائی بے شک دنیا پھسلنے کی جگہ اور ذلت کا گھر ہے اس کو آباد کرنے والے خرابی کی طرف بڑھ رہے ہیں اس میں رہنے والے قبروں کی طرف جانے والے ہیں اس کا شیرازہ بکھرنے پر موقوف ہے اس کی مالداری غربت میں بدل جاتی ہے اس کا دولت مند تنگ دست ہو جاتا ہے اور تنگ دست دولت مند ہو جاتا ہے اللہ سے ڈرو اور اس کے عطا کردہ رزق پر راضی رہو باقی رہنے والے گھر جنت سے فنا ہونے والے گھر دنیا کے لیے پیشگی وصول نہ کرو.

تیری زندگی زائل ہو جانے والے سائے اور گرنے والی دیوار کی طرح ہے پس اچھے عمل زیادہ کرو اور امیدیں کم رکھو۔

دنیا چھ چیزوں پر مشتمل ہے

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: دنیا چھ چیزوں پر مشتمل ہے

☆غذا☆مشروب☆لباس☆سواری☆نکاح اور خوشبو

غذا: سب سے اعلی غذا شہد ہے اور وہ مکھیوں کا لعاب ہے

مشروب: سب سے اعلی مشروب پانی ہے اور اس میں نیک بد انسان اور حیوان سب برابر ہیں

لباس: سب سے اعلی لباس ریشم ہے اور وہ کیڑے سے بنایا جاتا ہے

سب سے اعلی سواری گھوڑا ہے اور اس پر مردوں کا قتل کیا جاتا ہے

نکاح میں سب سے اعلی نعمت عورت سے محبت کرنا ہے اور وہ شرم گاہ کا شرم گاہ میں جانا ہے اور عورت اپنے بدن میں سب سے اچھے اعضاء کو سنوارتی ہے لیکن اس سے ارادہ سب سے بری چیز کا کیا جاتا ہے

خوشبو: اور سب سے اعلی خوشبو مشک ہے اور وہ ہرن کا خون ہے۔(کیمیائے سعادت)

حضرت سیدنا لقمان علیہ الرحمہ نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: اے میرے بیٹے! دنیا کو آخرت کے عوض بیچ ڈال، دونوں سے نفع پائے گا اور آخرت کو دنیا کے بدلے مت بیچ ورنہ دونوں جہاں میں خسارہ پائے گا۔

7: حب مال:

اے میرے دوست! دنیا کے فتنے نہایت وسیع اور بے شمار ہیں ان میں سے ایک فتنہ مال کی محبت ہے اور یہ محبت دنیا کی محبت کی وجہ سے ہی ہوتی ہے انسان مال کی محبت میں انجام کی پرواہ کیے بغیر گناہوں کی دلدل میں دھنستا چلا جاتا ہے اور اِسے حاصل کرنے کے لیے محبت و مشقت بھی خوب کرنی پڑتی ہے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ دولت کے بغیر نہ کسی کو بے نیازی ہے اور اس کے پاس ہونے کی صورت میں نہ سلامتی ہے، اگر انسان کے پاس دولت نہ ہو تو تنگدستی کفر کے قریب پہنچا دیتی ہے اس کا مشاہدہ عام ہے مسلمان دولت کو حاصل کرنے کے لیے ایسے ایسے گناہ کر ڈالتے ہیں جن کے متعلق علماء اہل سنت نے واضح فرما دیا ہے کہ یہ کفر ہیں مسلمان اگر اللہ کی رضا پر راضی رہتے ہوئے قناعت اختیار کرے تو اس کے لیے دونوں جہاں میں بہتر ہوتا، مگر صد افسوس کی ہر فرد دولت مند بننے کا خواہش مند ہے جب کہ دنیا میں دولت مند افراد ہے ہی کتنے ہیں؟ تھوڑے ہی تو ہیں۔

اور اگر انسان کے پاس دولت ہو تو سرکشی کا سبب بنتی ہے اس کی وجہ سے انسان دنیا کی رنگینیوں میں گم ہو کر فکر آخرت سے غافل ہو جاتا ہے اور اس کا انجام نقصان کے سوا کچھ نہیں کہ مسلمان ان قیمتی لمحات کو ضائع کر بیٹھتا ہے جن کی وجہ سے وہ ابد الاباد تک نہ ختم ہونے والی نعمتیں حاصل کر سکتا ہے۔

مختصر یہ کہ مال کے فوائد بھی ہیں اور نقصان بھی اور مال کہاں فائدہ مند ہے اور کہاں نقصان دہ اس امر کو اللہ کی رحمت سے اس کے نیک بندے ہی جان سکتے ہیں لیکن یہ حقیقت ہے کہ مجموعی طور پر دولت کی محبت نقصان ہی نقصان ہے منقول ہے کہ جب

سب سے پہلے درہم و دینار بنے تو شیطان نے انہیں اٹھا کر چوما اور کہا جو تجھ سے محبت کرے گا وہ میرا غلام ہو گا۔

قرآن میں مال کی مذمت:

مال کی مذمت پر قرآن مجید کے اندر کئی آیات موجود ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَ زِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَ هُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ﴿۱۵﴾

جو دنیا کی زندگی اور آرائش چاہتا ہو ہم اس میں ان کا پورا پھل دے دیں گے اور اس میں کمی نہ دیں۔ پارہ12، سورہ ھود، آیت 15

اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ ﴿۱﴾ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ﴿۲﴾

تمہیں غافل رکھا مال کی زیادہ طلبی نے۔ یہاں تک کہ تم نے قبروں کا منہ دیکھا۔ پارہ30، سورہ التکاثر، آیت 1، 2

مال دنیا کی محبت اور اسے زیادہ سے زیادہ حاصل کرنے کی ہوس نے انسان کو فکر آخرت سے یکسر غافل رکھا کہ اسے اچانک موت آکر قبر میں پہنچا دیتی ہے۔

حب دنیا اور ہوس مال سے جان چھڑاؤ:

دنیا کی محبت اور کثرت مال کی ہوس سے دامن چھڑانے کے لیے اللہ تعالیٰ کا یہی فرمان کافی ہے۔

كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰٓى ﴿۶﴾ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ﴿۷﴾

ہاں ہاں بے شک آدمی سرکشی کرتا ہے۔ اس پر کہ اپنے آپ کو غنی سمجھ لیا۔
پارہ 30، سورہ العلق، آیت 6،7

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَ لَاۤ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَ مَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۹﴾

اے ایمان والو تمہارے مال نہ تمہاری اولاد کوئی چیز تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کرے اور جو ایسا کرے تو وہی لوگ نقصان میں ہیں۔ پارہ 28، سورہ المنٰفقون، آیت 9

دل میں نفاق پیدا ہونے کا سبب:

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: جیسے پانی سبزیاں اگاتا ہے اسی طرح مال اور عزت کی محبت انسان کے دل میں نفاق پیدا کرتی ہیں۔

پیارے آقا ﷺ نے فرمایا: دو خطرناک بھیڑیئے بکریوں کے ریوڑ میں گھس کر اتنا نقصان نہیں پہنچاتے جتنا کسی مسلمان کے دین میں مال عزت اور وجاہت کی محبت نقصان پہنچاتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے ناپسندیدہ لوگ:

نبی رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہارے بعد ایسی اقوام ہوں گی جو دنیا کی عمدہ نعمتیں کھائیں گی، نہایت عمدہ ان کی سواری ہو گی، بہترین اور خوبرو عورتوں سے وہ نکاح کریں گے، نہایت اعلیٰ اور خوب صورت وہ لباس زیب تن کریں گے، ان کے معمولی خوراک سے پیٹ نہ بھریں گے، ان کے دل کثیر دولت پر بھی قناعت نہ کریں گے، وہ دنیا کو معبود سمجھتے ہوئے دن رات اس کی پرستش کریں گے اور اسے ہی اللہ کی بجائے اپنے

ذرائع پیدائش، مال کو اپنا رب سمجھیں گے ان کی ساری کوششیں مال بنانے کی طرف رہیں گی وہ خواہشات کی پیروی کریں گے۔

جو شخص ان کا زمانہ پائے اسے محمد بن عبداللہ (یعنی رسول اللہ ﷺ) کی وصیت ہے جو انہیں دیکھے نہ سلام کرے، نہ ان کے بیماروں کی تیمارداری کرے نہ ان کے جنازے میں شریک ہو نہ ان کے بڑوں کی تعظیم و عزت کرے جس نے ان پر عمل کیا گویا اس نے اسلام کو مٹانے میں ان سے تعاون کیا۔

دوست کو وعظ:

اے بندہ خدا! مال و دولت سے محبت کرنے اور اس کو بڑھانے کی کوشش میں رہنا عقل مندی نہیں کہ اس طرح انسان دنیا کی محبت میں گم ہو کر ایسا کنجوس بن جاتا ہے کہ اپنی اسی عادت کی وجہ سے نہ تو اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے اور نہ ہی اس نیک کام کی طرف اس کا دھیان جاتا ہے بلکہ ایسا شخص دولت جمع کرنے کی لگن اور بیوی بچوں کے ساتھ عیش و عشرت کی زندگی گزارنے میں مگن رہتا ہے کہ اچانک موت آ کر اس کی تمام خواہشات پر پانی پھیر دیتی ہے اور وہ خسارہ لے کر اس دنیا سے چلا جاتا ہے۔

حضرت ابو درداء کی بد دعا:

کسی شخص نے حضرت سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے بد سلوکی کی آپ نے اس شخص کے لیے بد دعا کی یا اللہ جس نے میرے ساتھ بد سلوکی کی ہے اس کو تندرست رکھ، اس کی عمر دراز کر اور اس کو بہت سا مال دے۔

تندرستی طویل عمر کے ساتھ کثرت مال کو برا اس لیے سمجھا گیا کہ وہ راہ راست سے بھٹکا دیتی ہے۔(مکاشفۃ القلوب)

حضرت ابو درداء کا مکتوب:

حضرت سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو ایک مکتوب روانہ کیا جس میں تھا اے میرے بھائی! دنیا سے اتنا کچھ جمع نہ کرو کہ حق شکر ادا نہ کر سکو میں نے شہنشاہ مدینہ، فیض گنجینہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ بروز قیامت ایک ایسے مال دار کو لایا جائے گا جس نے اللہ کی فرمانبرداری میں زندگی بسر کی ہو گی، پل صراط پار کرتے وقت اس کا مال اس کے سامنے ہو گا جب وہ لڑکھڑانے لگے گا تو اس کا مال کہے گا چلتے جاؤ کیوں کہ تم نے مجھ سے متعلق اللہ عزوجل کا حق ادا کر دیا ہے پھر ایک اور مال دار کو لایا جائے گا جس نے دنیا میں اپنے مال سے اللہ تعالیٰ کا حق ادا نہیں کیا ہو گا اس کا مال اس کے دونوں کندھوں کے درمیان ہو گا وہ شخص جب پل صراط سے لڑکھڑائے گا تو اس کا مال اس سے کہے گا تو برباد ہو تو نے مجھ سے اللہ کا حق کیوں ادا نہیں کیا؟ پس وہ اسی طرح ہلاکت وبربادی کو پکارتا رہے گا۔(احیاء العلوم)

مال داروں کے لیے ہلاکت:

مال سے محبت اور اس کو جمع کرنے والوں کے لیے ہلاکت ہی ہلاکت ہے حضرت ابو سعید الخذری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مال داروں کے لیے بربادی ہے ہاں سوائے اس شخص کے جو مال کو دائیں بائیں آگے، پیچھے خرچ کرے۔(سنن ابن ماجہ)

قیامت کی ہولناکی سے بچنے والے مال دار:

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ تاجدار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: زیادہ مال والے ہی قیامت کے دن زیادہ پست ہوں گے مگر جو اِدھر اُدھر اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہو اور اسے حلال سے کمایا ہو۔ (سنن ابن ماجہ)

درھم و دینار کا بندہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ و السلام نے ارشاد فرمایا: دینار کا بندہ، درھم کا بندہ اور چادر کا بندہ تباہ ہو، بلکہ اوندھے منہ (دوزخ میں) گرے اللہ کرے اس کو کانٹا لگے تو کبھی نہ نکلے۔ (سنن ابن ماجہ)

مال و دولت کی محبت ختم کرنے کے اسباب:

اے میرے دوست! مال و دولت سے محبت کرنے والوں کا جو گھٹیا مقام ہے وہ تو تم جان ہی چکے ہو لہذا تمہیں چاہیے کہ اپنے قلب سے ان کی محبت نکال دو، مال و دولت کی محبت ختم کرنے کے جو اسباب ہیں ان میں سے تین نہایت ہی افضل ہیں۔

☆ قناعت اختیار کرنا ☆ صدقہ و خیرات کرنا ☆ اور فقر کو پسند کرنا

1۔ قناعت اختیار کرنا:

قناعت اللہ تعالی کی عظیم نعمت ہے جو بندہ اللہ کی رضا اختیار کرتے ہوئے قناعت اختیار کرتا ہے وہ خوشیوں بھری مطمئن زندگی گزارتا ہے کہ اس کا دل مال و دولت کی محبت اور دیگر دنیاوی پریشانیوں سے محفوظ رہتا ہے اس طرح اسے عبادت اور دیگر نیک کام کرنے کے لیے کافی وقت ملتا ہے امام الانبیاء ﷺ نے قناعت اختیار کرنے والے کی

تعریف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: وہ شخص کامیاب ہو گیا جسے اسلام کی ہدایت نصیب ہوئی ہو، تھوڑی روزی ملی ہو اور وہ اس پر قناعت اختیار کرتا ہو۔ (سنن ابن ماجہ)

سب سے بڑا شکر گزار:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تو پرہیز گار بنے تو سب سے بڑا عابد ہو گا، اگر قناعت اختیار کرے تو سب سے زیادہ شکر گزار ہو گا اور جو اپنے لیے پسند کرتا ہے وہ ہی دوسروں کے لیے پسند کرے تو مومن ہو گا۔

صاحب قناعت کے لیے خوش خبری:

حضور تاجدار مدینہ، راحت قلب و سینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس شخص کے لیے خوشخبری ہے جو اسلام کی راہ پر چلا اور زندگی معمولی کفایت پر بسر کرنے پر قناعت کرتا ہے۔

قیامت کے دن کی آرزو:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ سرکار دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر غنی اور ہر فقیر قیامت کے دن یہ آرزو کرے گا کہ اسے دنیا میں روزی بقدر کفایت ملتی۔ (سنن ابن ماجہ)

دنیا اکٹھی کر دی گئی:

شہنشاہ مدینہ، سرور قلب و سینہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص صبح کو تندرست اٹھے اور اپنی زندگی میں محفوظ رہے اور اس کے پاس دن بھر کا کھانا بھی موجود ہو تو سمجھ لو کہ اس کے لیے دنیا اکٹھی کر دی گی۔ (سنن ابن ماجہ)

انسان کی حرص:

حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا ارشاد گرامی ہے کہ اگر انسان کو سونے کی دو وادیاں بھی عطا کر دی جائیں تو وہ تیسری کا طلبگار نظر آئے گا، انسان کے پیٹ کو قبر کی مٹی ہی بھر سکتی ہے۔(صحیح مسلم)

سب سے بڑا غنی:

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی کہ تیرا کون سا بندہ زیادہ غنی ہے؟ حکم ربانی ہوا جو میرے عطا کردہ رزق پر قناعت اختیار کرتا ہے۔(مکاشفۃ القلوب)

بہتر مال:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ ہر روز ایک فرشتہ پکارتا ہے کہ اے انسان! گمراہ کرنے والے بہت سے مال سے وہ معمولی مال بہتر ہے جو تجھے زندہ رہنے میں مدد دے۔(ایضاً)

محتاجی سے بچنے کا نسخہ:

حضرت محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ خشک روٹی نمک کے ساتھ پانی اور سرکہ میں بھگو کر کھا لیتے اور فرماتے جو اس مقدار پر قناعت اختیار کرے گا وہ کبھی کسی کا محتاج نہیں ہو گا۔(تنبیہ المغترین)

دو درھم کافی ہیں:

جب حضرت عمر فاروق اور حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہما کی حضرت اویس قرنی علیہ الرحمہ سے ملاقات ہوئی تو حضرت عمر فاروق نے حضرت اویس قرنی سے کہا، آپ کچھ دیر یہاں ٹھہریں میں آپ کے لیے کچھ لے کر آتا ہوں، آپ نے جیب سے دو درھم نکال کر دیکھاتے ہوئے ارشاد فرمایا: یہ اونٹ چرانے کا معاوضہ ہے اور اگر آپ یہ ضمانت دیں کہ یہ درھم خرچ ہونے سے پہلے میری موت نہیں آئے گی تو آپ کا جو جی چاہے مجھے عنایت فرمادیں ورنہ یہ دو درھم میرے لیے کافی ہیں۔(تذکرۃ الاولیاء)

قناعت سے ہی بادشاہی ہے:

حضرت سیدنا قبصہ بن عقبہ رحمۃ اللہ علیہ سے ایک روز کوہستانی علاقے کا شہزادہ اپنے خدام کے ساتھ حاضر ہوا، آپ نے مکان سے نکلنے میں کافی دیر لگائی، اِس پر اُس کے خادموں نے پکار کر کہا، حضور آپ کے دروازے پر پہاڑوں کے بادشاہ کا شہزادہ کھڑا ہے اور آپ ہیں گھر سے نکلتے نہیں، یہ سن کر حضرت قبیصہ روٹی کے چند سوکھے ٹکڑے لیے باہر تشریف لائے اور دکھاتے ہوئے ارشاد فرمایا: جو شخص دنیا میں اتنے پر ہی قناعت کرکے راضی ہوگیا اس کو پہاڑوں کے بادشاہ کے شہزادے سے کیا کام؟ اللہ تعالیٰ کی قسم میں اس سے بات بھی نہیں کروں گا۔(تذکرۃ الحفاظ)

عزت پانے کا نسخہ:

حضرت علی شیر خدا کا ارشاد ہے جس نے قناعت اختیار کی اس نے عزت پائی اور جس نے لالچ کیا وہ ذلیل ہوا۔

رسول اللہ ﷺ کی حضرت ابو ہریرہ کو وصیت:

حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو فرمایا: جب تمھیں سخت بھوک لگے تو ایک روٹی اور ایک پانی کے پیالے پر گزارہ کرو اور کہدو میں دنیا اور اہل دنیا کو چھوڑتا ہوں۔(شعب الایمان)

قناعت کی فضیلت پر اشعار:

حجۃ الاسلام امام محمد بن غزالی علیہ الرحمہ نے قناعت کی فضیلت پر چند اشعار نقل کیے ہیں جن کا ترجمہ درج ذیل ہے

عیش چند گھڑیوں کا ہے جو گزر جائے گا اور حالت چند دنوں میں بدل جائے گی۔

اپنی زندگی میں قناعت اختیار کر راضی رہے گا اور اپنی خواہش ترک کر دے، آزادی کے ساتھ زندگی گزارے گا۔

کئی بار موت سونے، یاقوت اور موتیوں کے سبب ڈاکوؤں کے ذریعے آتی ہے۔(احیاء العلوم)

رسول اللہ ﷺ کی دعا:

دو جہاں کے مالک و مختار، حبیب پرودگار ﷺ دعا فرمایا کرتے تھے! اے اللہ محمد کے گھر والوں کو روزی بقدر ضرورت ہی عطا فرما۔(صحیح مسلم)

2۔صدقہ و خیرات کرنا:

مال و دولت کی محبت سے جان چھڑانے کا دوسرا ذریعہ راہ خدا میں کثرت سے صدقہ و خیرات کرنا ہے اور صدقہ کی فضیلت پر قرآن مجید میں بکثرت آیات موجود ہیں

اِنَّ الْمُصَّدِّقِیْنَ وَ الْمُصَّدِّقٰتِ وَ اَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا یُّضٰعَفُ لَهُمْ وَ لَهُمْ اَجْرٌ كَرِیْمٌ ﴿۱۸﴾

بے شک صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور وہ جنہوں نے اللہ کو اچھا قرض دیا ان کے دُونے ہیں اور ان کے لیے عزت کا ثواب ہے۔ پارہ 27، سورہ الحدید، آیت 18

وَ مَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَیْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَیْرًا وَّ اَعْظَمَ اَجْرًا

اور اپنے لیے جو بھلائی آگے بھیجو گے اسے اللہ کے پاس بہتر اور بڑے ثواب کی پاؤ گے۔ پارہ، 29، سورہ المزمل، آیت 20

مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَهٗ لَهٗۤ اَضْعَافًا كَثِیْرَةً

ہے کوئی جو اللہ کو قرضِ حسن دے تو اللہ اس کے لیے بہت گنا بڑھادے۔ پارہ2، سورہ البقرہ، آیت 245

وَ الْمُتَصَدِّقِیْنَ وَ الْمُتَصَدِّقٰتِ وَ الصَّآىٕمِیْنَ وَ الصّٰٓىٕمٰتِ وَ الْحٰفِظِیْنَ فُرُوْجَهُمْ وَ الْحٰفِظٰتِ وَ الذّٰكِرِیْنَ اللّٰهَ كَثِیْرًا وَّ الذّٰكِرٰتِ١ۙ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِیْمًا ﴿۳۵﴾

اور خیرات کرنے والے اور خیرات کرنے والیاں اور روزے والے اور روزے والیاں اور اپنی پارسائی نگاہ رکھنے والے اور نگاہ رکھنے والیاں اور اللہ کو بہت یاد کرنے والے اور یاد کرنے والیاں ان سب کے لیے اللہ نے بخشش اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔ پارہ22، سورہ احزاب، آیت 35

مال کم نہیں ہوتا:

پیارے مدنی آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا: صدقہ مال میں کمی نہیں کرتا اور اللہ عزو جل بندے کے عفوو درگزر کے سبب اس کی عزت میں اضافہ فرمادیتا ہے اور جو اللہ کے لیے عاجزی اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بلندی عطا فرماتا ہے۔(صحیح مسلم)

آگ سے بچو:

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: عنقریب تم میں سے ہر ایک ساتھ اللہ تعالیٰ اس طرح کلام فرمائے گا کہ دونوں کے درمیان کوئی ترجمان نہ ہو گا تو وہ بندہ اپنی دائیں جانب دیکھے گا تو جو کچھ اس نے آگے بھیجا نظر آئے گا جب وہ اپنی بائیں جانب دیکھے گا تو اسے وہی نظر آئے گا جو اس نے آگے بھیجا، اپنے سامنے دیکھے گا تو اسے آگ نظر آئے گی تو اس آگ سے بچو اگرچہ ایک کھجور کے ذریعے ہو۔(صحیح مسلم)

حضور پر نور، شافع روز محشر ﷺ نے فرمایا: تم میں سے ہر ایک کو چاہیے کہ اپنے چہرے کو آگ سے بچائے اگرچہ ایک ہی کھجور کے ذریعے ہو۔(مجمع الزوائد)

بری موت سے حفاظت کا نسخہ:

حضور علیہ الصلوۃ و السلام نے ارشاد فرمایا: بے شک مسلمان کا صدقہ عمر میں اضافہ کرتا ہے اور بُری موت کو دور کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے سے تکبر اور فخر کو دور کرتا ہے۔(مجمع الزوائد)

برائی کے ستر دروازے بند:

حضور مکی مدنی آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا: صدقہ برائی کے ستر دروازوں کو بند کرتا ہے۔(مجمع الزوائد)

انسان کا اپنا مال کون سا ہے؟

پیارے آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کون ہے جسے اپنے وارث کا مال اپنے مال سے زیادہ پسند ہے؟ صحابہ کرام علیھم الرضوان نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ ہم میں سے ہر ایک کو اپنا مال زیادہ پسند ہے، فرمایا: تمہارا مال تو وہ ہے جسے تم آگے بھیج چکے اور جو تم نے چھوڑا وہ وارث کا مال ہے۔(صحیح بخاری)

صدقہ کی برکات:

حضور علیہ الصلوۃ و السلام نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! مرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرلو اور مشغولیت سے پہلے نیک اعمال میں جلدی کرلو اور اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کرنے اور پوشیدہ اور ظاہری طور پر کثرت سے صدقہ کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے اپنا رابطہ جوڑلو تو تمھیں رزق دیا جائے گا اور تمہاری مدد کی جائے گی اور تمہاری مصیبتیں دور کی جائیں گی۔(سنن ابن ماجہ)

فرشتوں کی نداء:

نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر روز دو فرشتے اترتے ہیں ان میں سے ایک کہتا ہے اے اللہ! خرچ کرنے والے کو عطا فرما اور دوسرا کہتا ہے اے اللہ! اپنا مال روک کر رکھنے والے کا مال ضائع فرما۔(صحیح مسلم)

حضور ﷺ نے فرمایا: ہمیشہ طلوع آفتاب کے وقت سورج کے پہلو میں دو فرشتے ہوتے ہیں جو نداء کرتے ہیں اے اللہ خرچ کرنے والے کو بدلہ عطا فرما اور روک کر رکھنے والے کا مال ضائع فرما۔ (صحیح ابن حبان)

صدقہ کب زیادہ نفع دیتا ہے؟

حضور تاجدار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: آدمی کا اپنی زندگی (یعنی صحت) میں ایک درھم صدقہ کرنا مرتے وقت کے سو درھم صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔ (سنن ابی داؤد)

بادلوں سے آواز:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ و السلام نے ارشاد فرمایا: ایک دفعہ ایک شخص نے جنگل میں بادل سے آواز سنی، فلاں آدمی کے باغ کو سیر اب کرو وہ بادل روانہ ہو اور اس نے ایک پتھریلی زمین پر بارش نازل کی وہاں ایک نالے میں پانی بھر گیا وہ آدمی اس پانی کے پیچھے گیا وہاں ایک شخص اپنے باغ میں پھاؤڑے کے ذریعے پانی کا راستہ بنا رہا تھا اس شخص نے اس آدمی سے دریافت کیا، اے اللہ کے بندے تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے کہاں فلاں یہ وہی نام تھا جو اس نے بادل میں سے سنا تھا اس آدمی نے اس شخص سے دریافت کیا اے اللہ کے بندے تم نے مجھ سے میرا نام کیوں پوچھا؟ تو اس نے جواب دیا یہ پانی جس بادل کا ہے میں نے اس میں سے یہ آواز سنی تھی جس میں تمہارا نام لے کر یہ کہا گیا تھا کہ اس باغ کو سیر اب کرو، تم کیا عمل کرتے ہو؟ اس نے جواب دیا تم نے یہ بات بتا دی ہے تو میں بھی بتاتا ہوں کہ اس باغ کی پیداوار کا ایک

تہائی حصہ میں صدقہ کرتا ہوں ایک تہائی اپنے اور اپنے اہل خانہ کے اوپر خرچ کرتا ہوں اور ایک تہائی پھر اس میں لگا دیتا ہوں۔ (صحیح مسلم)

صدقہ کرنے پر اسلاف کے واقعات:

اسلاف کے اندر صدقہ نکالنے کا جذبہ زبردست ہوا کرتا تھا چناں چہ حضرت سیدنا یزید بن ابی حبیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ حضرت سیدنا مرثد بن عبد اللہ مزنی علیہ الرحمہ اہل مصر میں سب سے پہلے مسجد کی طرف چلا کرتے تھے اور میں نے ان کو کبھی مسجد میں صدقہ دیئے بغیر داخل ہوتے نہیں دیکھا یا تو ان کی آستین میں سکے ہوتے یا روٹی یا پھر گندم کے دانے یہاں تک کہ بسا اوقات میں نے ان کو پیاز اٹھائے ہوئے بھی دیکھا تو میں نے کہا: اے ابو الخیر! یہ پیاز تو تمہارے کپڑوں کو بدبودار کر دے گا تو انہوں نے فرمایا: اے ابن ابی حبیب! میں نے اس کے علاوہ کوئی شے اپنے گھر میں صدقہ کرنے کے لیے نہ پائی، مجھے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب علیھم الرضوان میں سے ایک شخص نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن مومن کا صدقہ اس کے لیے سایہ ہو گا۔ (صحیح ابن خزیمہ)

ایک دفعہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا کے پاس پچاس ہزار درھم آئے آپ نے سارے کے سارے صدقہ کر دیئے حالانکہ آپ کی قمیص پیوند دار تھی۔ (احیاء العلوم)

حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ بہت زیادہ صدقہ و خیرات کرنے والے تھے

حضرت لقمان حکیم علیہ الرحمہ نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ جب کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو صدقہ دینا۔ (ایضاً)

حضرت مرشد کا کوئی دن ایسا نہ گزرتا جس میں وہ صدقہ نہ کرتے اگرچہ کیک یا پیاز ہو۔ (مستدرک)

حضور شہنشاہ مدینہ، صاحب معطر پسینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بنی اسرائیل کے عابد نے اپنی عبادت گاہ میں ساٹھ سال تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی پھر بارش ہوئی اور زمین سبز ہو گئی تو راہب اپنے صومعہ (عبادت گاہ) سے نکلا اور کہنے لگا اگر میں نیچے اتر کر جاؤں تو شائید مجھے زیادہ بھلائی ملے پھر وہ نیچے اترا تو اپنے ساتھ روٹی کے ایک یا دو ٹکڑے بھی رکھ لیے، ایک جگہ اس کی ملاقات ایک عورت سے ہوئی وہ اس کے ساتھ باتیں کرنے لگا یہاں تک کہ وہ اس کے ساتھ زنا کر بیٹھا اور اس پر بیہوشی طاری ہو گئی، پھر نہانے کے لیے ایک نہر پر آیا تو ایک سائل اس کے پاس آیا اس نے وہ دونوں روٹیاں اٹھا لینے کا اشارہ کیا پھر اس عابد کا انتقال ہو گیا تو اس کی ساٹھ سال کی عبادت اور زنا کا وزن کیا گیا وہ زنا اس عبادت پر غالب آ گیا پھر وہ دو روٹیاں اس کی نیکیوں کے ساتھ رکھیں گئیں تو وہ روٹیاں غالب آ گیں تو اسے بخش دیا گیا۔ (صحیح ابن حبان)

اے بندہ خدا! تجھے جب بھی اللہ کی راہ میں کچھ دینے کا موقع ملے تو اپنی پسندیدہ چیز ہی دینا کہ پارہ 4، سورہ آل عمران، آیت نمبر 92 میں ارشاد خداوندی ہے

لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰى تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ

تم ہر گز بھلائی کو نہ پہنچو گے جب تک راہِ خدا میں اپنی پیاری چیز نہ خرچ کرو۔

حضرت سیدنا ابو طلحہ انصار میں سب سے زیادہ مالدار تھے اور ان کا سب سے قیمتی اور پسندیدہ مال ایک بیر حا نامی کھجور کا باغ تھا جو کہ مسجد نبوی شریف کے بالکل سامنے تھا حضور ﷺ اکثر اوقات اس باغ میں داخل ہو کر ٹھنڈا پانی نوش فرماتے تھے جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی تو حضرت سیدنا ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ

اور بے شک میرا سب سے زیادہ محبوب ترین مال بیر حا ہے اور میں اسے صدقہ کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کے اجر و ثواب کا امیدوار ہوں یارسول اللہ ﷺ اسے وہاں خرچ کر دیجیے جہاں اللہ تعالیٰ فرمائے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بہت خوب یہ ایک نفع بخش مال ہے بہت خوب یہ ایک نفع بخش مال ہے۔(صحیح بخاری)

حاجت سے زائد مال صدقہ کردو:

اے میرے دوست! ہمارے اسلاف کے اندر جہاں صدقہ کرنے کا جذبہ تھا وہاں خیرات کو بھی بہت پسند کرتے تھے ان کے پاس حاجت سے زائد جتنا مال بھی ہوتا سب اپنے مسلمان بھائیوں میں تقسیم فرما دیتے تھے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا فرمان معظم ہے اے ابن آدم اگر تو حاجت سے زائد مال خرچ کرے تو یہ بہتر ہے اور اگر تو اسے روک رکھے تو یہ بُرا ہے حالانکہ تجھے بقدر کفایت مال پر ملامت نہیں کی جائے گی اور اپنے زیر کفالت لوگوں سے ابتداء کرو اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔(صحیح مسلم)

بخل نہ کرنا:

مکی، مدنی آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا: بخل نہ کیا کرو تاکہ تم سے بھی بخل نہ کیا جائے۔(صحیح بخاری)

برا آدمی:

حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: بے شک بدترین آدمی وہ ہے جو اپنے ورثا کو خوشحالی میں چھوڑ کر مرے اور اپنے رب کے پاس برائی کے ساتھ حاضر ہو۔

حضرت زینب کی دعا:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدتنا زینب رضی اللہ عنہا کے پاس عطیہ بھیجا انہوں نے اسی وقت وہ سارا مال رشتہ داروں اور یتیموں میں تقسیم کر دیا اور دعا مانگی یا اللہ آئندہ سال مجھ تک عمر کا عطیہ نہ پہنچے۔ چناں چہ آپ نے ازواج مطہرات میں سب سے پہلے وصال فرمایا۔

صحابہ کرام کا ایمان افروز واقعہ:

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک غلام کے ذریعے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں 400 دینار دے کر بھیجا اور ساتھ حکم دیا کہ وہاں ٹھہر کر دیکھنا کہ ان دیناروں کا کیا ہوتا ہے جب حضرت ابو عبیدہ بن جراح کو وہ دینار ملے تو آپ نے وہ سارے دینار مسلمانوں میں تقسیم فرمادیئے، غلام نے آکر سارا واقعہ سنایا پھر حضرت عمر فاروق نے 400 دینار حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی طرف بھی بھیجے اور غلام کو وہی حکم دیا جب حضرت معاذ کو دینار ملے تو آپ نے بھی تقسیم فرمادیئے جب آپ کی زوجہ

محترمہ کو اس کی خبر ہوئی تو وہ بولی خدا کی قسم ہم بھی مسکین ہیں آپ کے پاس دو دینار بچے تھے تو وہ آپ نے اپنی زوجہ کو دے دیئے پھر غلام نے حضرت عمر فاروق کو آکر صورت حال سے آگاہ کیا تو آپ نے فرمایا: یہ لوگ آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

ایک دفعہ حضرت طلحہ بن عبید اللہ بن مسعود کی زوجہ محترمہ نے آپ پر کچھ ثقل محسوس کیا تو دریافت فرمایا: آپ کو کیا ہوا ہے؟ شائید ہم سے کوئی تکلیف پہنچی ہے اس لیے آپ ہم سے ناراض ہیں تو آپ نے ارشاد فرمایا: نہیں تم مسلمان مرد کی اچھی بیوی ہو مگر بات یہ ہے کہ میرے پاس بہت سامال جمع ہو گیا ہے اور میں فیصلہ نہیں کر پا رہا کہ اس کا کیا کروں؟ بیوی نے کہا اس میں غمگین ہونے کی کیا بات ہے اپنی قوم کے لوگوں کو بلا کر وہ مال ان میں تقسیم کر دیں تو آپ نے اپنے غلام سے ارشاد فرمایا: اے غلام! میری قوم کے لوگوں کو بلاؤ اور اس دن جو مال تقسیم ہوا وہ چار لاکھ درھم تھے۔

حدیث قدسی:

حدیث قدسی میں ہے اے ابن آدم! میرے خزانے کبھی ختم نہیں ہوں گے تیرے خرچ کرنے کی مقدار کے برابر میں تجھے عطا فرماتا ہوں اور جس قدر تو (میری راہ میں) خرچ کرنے سے روکتا ہے اتنی مقدار میں تجھ سے روک لیتا ہوں اور میرے عطا کردہ رزق میں سے تیرا مسکینوں پر خرچ نہ کرنا، تیرے برے گمان، محتاجی کے خوف اور مجھ پر یقین نہ ہونے کا نتیجہ ہے کیوں کہ میں نے یتری خلقت کو رزق کے اہتمام کے ساتھ لازم کر دیا ہے لہذا اگر تو رزق کا اہتمام کرتا ہے حالانکہ وہ میرا ہی عطا کردہ ہے تو (اسے میری راہ میں) خرچ کر اور میرے دیئے ہوئے رزق میں سے میرے بندوں میں سے خرچ کرنے کے

معاملے میں بخل نہ کر کیوں کہ میں تجھے اس کا عوض عطا کرنے کا ضامن ہوں اور اس کے عوض میں میں نے تجھے اجر و ثواب عطا کرنے کا وعدہ کیا ہے اور تو میرے لکھے ہوئے میں شک کرتا ہے پس جس نے نہ تو میرے وعدے پر یقین کیا اور نہ ہی میرے انبیاء کرام کی تصدیق کی بے شک اس نے میری ربوبیت کا انکار کیا اور جس نے میری ربوبیت کا انکار کیا میں اسے اوندھے میں جہنم میں ڈالوں گا۔(المواعظ فی الاحادیث القدسیہ)

3۔ فقر کو پسند کرنا:

اے میرے بھائی فقر بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے اور یہ ایسی نعمت ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ اپنے پسندیدہ بندوں کو ہی عطا فرماتا ہے قرآن و حدیث اور اقوال بزرگان دین میں اس کے بکثرت فضائل بیان ہوئے ہیں۔

لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ

ان فقیروں کے لیے جو راہ خدا میں روکے گئے زمین میں چل نہیں سکتے۔ پارہ 3، سورہ البقرہ، آیت 273

سب سے افضل شخص:

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم حضور علیہ الصلوۃ و السلام کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے پاس سے ایک شخص گزرا، رسول اللہ ﷺ نے استفسار فرمایا: تمہارا اس شخص کے بارے کیا خیال ہے؟ ہم نے عرض کیا ہمارا خیال ہے یہ شریف لوگوں میں سے ہے اگر پیغام دے گا تو لوگ قبول کریں گے، سفارش کرے گا تو قبول کی جائے گی، بات کرے گا تو لوگ غور سے سنیں گے، حضور

علیہ الصلوۃ و السلام خاموش ہو گئے کچھ دیر بعد دوسرا آدمی سامنے سے گزرا۔ حضور علیہ الصلوۃ و السلام نے فرمایا: تمہارا اس کے بارے کیا خیال ہے؟ لوگوں نے عرض کیا اللہ کی قسم یا رسول اللہ ﷺ یہ مسلمان فقراء میں سے ہے اگر نکاح کا پیغام دے گا تو کوئی قبول نہ کرے گا، سفارش کرے تو کوئی منظور نہ کرے گا، بات کرے گا تو کوئی نہ سنے گا، حضور علیہ الصلوۃ و السلام نے ارشاد فرمایا: اگر دنیا پہلے قسم کے لوگوں سے بھری ہو تب بھی یہ سب سے افضل ہے۔(سنن ابن ماجہ)

مالداروں سے پہلے جنت جانے والے:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن فقراء جنت میں مالداروں سے آدھے دن یعنی پانچ سو برس پہلے داخل کیے جائیں گے۔(سنن ابن ماجہ)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مہاجرین فقراء نے رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی کہ اللہ نے مالداروں کو ان پر فضیلت عطا کی ہے۔ آپ نے فرمایا: اے فقراء کے گروہ میں تمھیں خوشخبری نہ سناؤں کہ مومن فقراء مال داروں سے جنت میں آدھے دن یعنی پانچ سو سال پہلے داخل ہوں گے۔(سنن ابن ماجہ)

جنت میں اکثریت کن کی ہے؟

پیارے آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے جنت میں جھانکا تو میں نے اکثر اہل جنت فقراء دیکھے اور میں نے دوزخ میں نظر کی تو دوزخ میں اکثریت عورتوں کی دیکھی۔(الترغیب والترہیب)

نبی مکرم، نور مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں جنت کے دروازے پر کھڑا ہو گیا تو میں نے دیکھا کہ جنت میں داخل ہونے والوں کی اکثریت مساکین کی تھی مال والوں کو باہر روک لیا گیا تھا اس کے علاوہ دوزخیوں کو دوزخ میں ڈال دینے کا حکم دیا گیا اور میں نے دوزخ کے دروازے پر کھڑے ہو کر دیکھا کہ دوزخ میں جانے والوں کی اکثریت عورتوں کی تھی۔ (صحیح مسلم)

قیامت کے دن خوش قسمت افراد:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک روز میں حضور علیہ الصلوۃ و السلام کی بارگاہ میں حاضر تھا کہ سورج طلوع ہوا تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن کچھ لوگ پیش ہوں گے جن کا نور سورج کے نور کی طرح چمک رہا ہو گا، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ کیا وہ ہم لوگ ہوں گے؟ فرمایا: نہیں تمہارے لیے وہاں کثیر خیر ہو گی بلکہ یہ وہ لوگ ہوں گے جو غریب مہاجر ہوں گے، جن کو زمین کے مختلف اطراف سے اٹھایا جائے گا۔ (الترغیب والترہیب)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے روز لوگ جمع ہوں گے تو فرمایا جائے گا اس امت کے غریب کہاں ہیں؟ فرمایا: جب وہ حاضر ہوں گے تو پوچھا جائے گا، تم نے کیا عمل کیا ہے؟ وہ عرض گزار ہوں گے اے پروردگار ہمیں آزمائشوں میں ڈالا گیا تو ہم نے صبر کیا اور ہمارے مالوں اور حکومت پر تو نے غیروں کو والی بنا دیا، اس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم نے سچ کہا، حضور علیہ الصلوۃ و السلام نے ارشاد فرمایا: پھر یہ دوسرے لوگوں (مالداروں) سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے اور مال و جاہ و جلال والے لوگوں پر حساب

و کتاب کی سختی باقی رہے گی، یہ لوگ کہیں گے آج اہل ایمان کہاں ہیں؟ ارشاد ہو گا آج تو ان کی خاطر نور کی کرسیاں لگائی جائیں گی اور ان پر (اللہ کی رحمت کے) بادل سایہ فگن ہوں گے وہ (قیامت کا) دن مومن بندوں کے لیے (دنیا کے) دن کی ایک گھڑی سے بھی چھوٹا ہو گا۔ (الترغیب والترہیب)

حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جنت و جہنم کا ظاہر کرنا:

رسول اکرم، نور مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یک دفعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی، اے میرے پروردگار! تو اپنے مومن بندے پر اس دنیا میں (مال وغیرہ کی) تنگی فرماتا ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ حضور علیہ الصلوۃ و السلام نے ارشاد فرمایا: اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے جنت کا ایک دروازہ کھول دیا گیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کی طرف نظر کی (اور مومن فقراء کے لیے باغات، محلات اور دیگر نعمتیں دیکھیں) تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے مومن بندے کے لیے یہ سب کچھ تیار فرما رکھا ہے، اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے پروردگار تیری عزت و جلال کی قسم اگر یہ مومن بندہ ہاتھ پاؤں سے معذور ہو اور جب سے تو نے مخلوق کو پیدا کیا ہے اس وقت سے لے کر قیامت کے روز تک منہ کے بل چلتا رہے تب بھی اس کو کوئی تنگی و تکلیف محسوس نہ ہو جب کہ اس کا ٹھکانہ یہ ہو (جو میں جنت میں دیکھ چکا ہوں)۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک روز پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے میرے پروردگار! تو اپنے کافر بندے پر اس دنیا میں (مال و دولت کی) وسعت فرماتا ہے (تو اللہ تعالیٰ نے) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے دوزخ کا ایک دروازہ کھولا

(تو آپ نے اس میں دوزخ کے عذاب ملاحظہ فرمائے) حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا: اے موسیٰ میں نے اس کافر کے لیے یہ عذاب تیار کر رکھے ہیں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے میرے رب تیری عزت و جلال کی قسم جب سے تو نے یہ مخلوق پیدا فرمائی ہے اس وقت سے لے کر روز قیامت تک ساری دنیا اس کو مل جائے جب کہ اس کی منزل یہ ہے (جو میں ملاحظہ کر چکا ہوں) تو بھی ہر گز وہ کوئی اچھائی نہ دیکھ سکے گا۔ (الترغیب والترہیب)

اسلاف کے فقر سے محبت کے واقعات:

اے میرے دوست اب میں تیرے لیے کچھ حکایات اور آثار نقل کرتا ہوں تاکہ تو جان سکے کہ ہمارے اسلاف فقر کو کس قدر پسند کرتے تھے چناں چہ حضرت ابراہیم بن ادھم علیہ الرحمہ کے پاس ایک شخص دس ہزار درھم لے کر آیا تو آپ نے اس سے یہ رقم وصول نہ کی اور آپ نے فرمایا: تو چاہتا ہے کہ اپنے ان درھموں سے میرا نام فقراء کے رجسٹرڈ سے مٹا دے اور مجھے مالدار لوگوں سے پانچ سو سال پہلے جنت میں جانے سے روک دے، جا چلا جا اللہ تعالیٰ تجھے معاف کرے۔ (تنبیہ المغترین)

حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمہ کی مجلس میں فقراء امراء کی طرح ہوتے تھے ایک دفعہ ایک فقیر آکر آپ سے دور بیٹھ گیا تو انہوں نے فرمایا: بھائی قریب ہو جاؤ اگر تم فقیر نہ ہوتے تو میں تمھیں قریب نہ کرتا۔ (ایضاً)

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت محمد بن واسع علیہ الرحمہ سے کہا، اس شخص کے لیے خوشخبری ہے جس کے پاس حسب ضرورت رزق ہو جو

اس کو لوگوں سے بے نیاز کر دے۔ اس پر حضرت محمد بن واسع نے فرمایا: نہیں اس کے لیے خوش خبری ہو جو صبح کو بھی بھوکا ہو اور شام کو بھی اور اس کا رب اس سے راضی ہو پھر خشک روٹی نکال کر اس کو نمک اور پانی کے ساتھ کھا لے اور جو شخص دنیا میں اسی قدر پر راضی ہو گا وہ کسی کا محتاج نہ ہو گا۔ (ایضاً)

حضور اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ہر چیز کی چابی ہے اور جنت کی چابی مسکین لوگوں سے محبت کرنا ہے اور صبر کرنے والے فقراء قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے ہم نشین ہوں گے۔

حضرت بشر بن حافی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں سب سے افضل مقام یہ ہے کہ قبر تک فقر پر صبر کرنے کا عزم کرے۔ (رسالہ قشیریہ)

ابلیس کو خوش کرنے والے کام:

حضرت حمدون قصار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب ابلیس اور اس کا لشکر اکٹھے ہوتے ہیں تو وہ کسی بات پر اس قدر خوش نہیں ہوتے جس قدر ان تین باتوں پر خوش ہوتے ہیں

1. کوئی مومن کسی مومن کا قتل کرے
2. کوئی شخص کفر پر مر جائے
3. ایسا دل جس میں فقر کا خوف ہو۔ (ایضاً)

حضرت معاذ نسفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: لوگ جو عمل بھی کریں اللہ تعالیٰ ان کو ہلاک نہیں فرماتا جب تک وہ فقراء کی توہین نہ کریں اور ان کو ذلیل نہ کریں۔ (ایضاً)

بندے سے اللہ کا ناراض ہونا:

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اللہ کی بندے پر ناراضگی کی علامت اس کا فقر سے ڈرنا ہے۔(ایضاً)

فقیر کے لیے خوش خبری:

حضرت ابو بکر وراق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: فقیر کے لیے دنیا اور آخرت میں خوش خبری ہے لوگوں نے ان سے اس کی وجہ پوچھی تو انھوں نے فرمایا: اس لیے کہ دنیا میں بادشاہ امن سے خراج نہیں لیتا اور آخرت میں اللہ اس سے حساب نہیں مانگے گا۔(ایضاً)

8۔ فکر معاش:

اے میرے عزیز دوست! فکر معاش بد بلا ہے اس بلا کو دور کرنا بے حد ضروری ہے کہ اس کی وجہ سے انسان محنت و مشقت اور غم و پریشانیوں میں مبتلا ہو کر اپنے پیدائش مقصد کو بھول جاتا ہے اور اُن قیمتی لمحات کو ضائع کر بیٹھتا ہے جن کے ذریعے وہ آخرت میں بلند ترین مراتب پر فائز ہو سکتا ہے جو بندہ فکر معاش میں مبتلا رہتا ہے جہاں وہ آخرت کا نقصان اٹھاتا ہے وہیں وہ دنیا کے اندر بھی بہت سارے عظیم کام سر انجام دینے سے قاصر رہتا ہے اس لیے بندے کو چاہیے کہ اپنے رب تبارک و تعالیٰ پر کامل بھروسہ رکھے کہ اس نے ہمیں پیدا کیا اور اپنے فضل و کرم سے ہم تک رزق پہنچانے کا ذمہ بھی لیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ رِزْقُهَا

اور زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمہ کرم پر نہ ہو۔ پارہ 12، سورہ ھود، آیت 6

اِنَّ اللہَ ھُوَ الرَّزَّاقُ

بے شک اللہ ہی بڑا رزق دینے والا۔ پارہ 27، سورہ الذریت، آیت 58

اَللہُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ ثُمَّ رَزَقَکُمْ

اللہ ہے جس نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہیں روزی دی۔ پارہ 21، سورہ الروم، آیت 40

اے بندہ خدا! جب اللہ تعالیٰ ہی رزق دینے والا ہے جب اس نے محض اپنے فضل و کرم سے ہم تک رزق پہنچانے کا ذمہ لے لیا ہے تو پھر ہمیں چاہیے کہ ہم اس معاملہ میں اللہ تعالیٰ پر پورا پورا توکل کریں۔

لعنتی افراد:

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ لعنت ہے ایسے لوگوں پر جن کے لیے اللہ تعالیٰ نے قسمیں اٹھائیں کہ وہ خود ان کے رزق کا کفیل ہے لیکن انہوں نے اعتبار نہ کیا اعتماد نہ کیا۔ (منہاج العابدین)

اللہ پر کامل توکل کا صلہ:

حضور تاجدار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم ایسا توکل کرو جیسا کہ اس کا حق ہے تو اللہ تعالیٰ تمعیں اس طرح رزق دے گا جس طرح پرندوں کو دیتا ہے کہ صبح کو بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو ان کا پیٹ بھرا ہوتا ہے۔ (سنن ترمذی)

رزق کے معاملہ میں ناامید مت ہونا:

حضرت خالد کے بیٹے خبہ اور سواء رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ کوئی کام کر رہے تھے ہم نے بھی اس میں آپ کی مدد کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم دونوں حیات رزق سے ناامید مت ہو جانا کیوں کہ بچے کو ماں جب جنتی ہے تو وہ سرخ رنگ کا ہوتا ہے اور اس پر صیح طور پر کھال بھی نہیں آتی پھر بھی اللہ تعالیٰ اسے رزق دیتا ہے۔(سنن ابن ماجہ)

قرآن میں توکل اختیار کرنے کا حکم:

مالک کائنات نے قرآن مجید کے اندر کئی مقامات پر توکل اختیار کرنے کا حکم دیا ہے

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ

اور بھروسہ کرو اس زندہ پر جو کبھی نہ مرے گا۔ پارہ19، سورہ الفرقان، آیت 58

وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۳﴾

اور اللہ ہی پر بھروسہ کرو اگر تمہیں ایمان ہے۔ پارہ6، سورہ المآئدہ، آیت 23

وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ

اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو وہ اسے کافی ہے۔ پارہ28، سورہ الطلاق، آیت 3

رسول اللہ ﷺ کا تورات میں ایک نام متوکل ہے:

تورات شریف میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا ایک اسم شریف متوکل ہے اور کیوں نہ ہو آپ ﷺ سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی حقیقت کا شناسا کون ہے؟ آپ ﷺ توحید

پرستوں کے سردار کاملین کے رہنما ہیں حقیقت یہ ہے کہ توکل آپ پر روزِ روشن کی طرح عیاں ہے۔(مکاشفۃ القلوب)

مقاصد میں کامیابی حاصل کرنے والے:

حضرت سیدنا امام محمد غزالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے اکثر اپنے شیخ ابو محمد رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ دو قسم کے شخص ہی اپنے مقاصد پورے کر سکتے ہیں ایک متوکل اور دوسرا شکست دینے والا بہادر آدمی۔(منہاج العابدین)

اسلاف اور توکل، واقعات و اقوال:

ہمارے اسلاف توکل کی بلند ترین منازل پر فائز تھے اور انہوں نے توکل پر استقامت اختیار کر کے ساری زندگی گزار دی۔

حضرت ابو مطیع علیہ الرحمہ حضرت حاتم عاصم علیہ الرحمہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ حضرت حاتم عاصم بغیر زاد راہ سفر کے محض اللہ تعالیٰ پر توکل کیے جنگلوں میں سفر کرتے رہتے اور فرماتے تھے کہ میرا زاد راہ سفر چار چیزیں ہیں پوچھا کہ وہ کون سی ہیں؟ آپ نے فرمایا:

☆ مجھے یقین واثق ہے کہ دنیا اور آخرت اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے

☆ ساری مخلوق اللہ تعالیٰ کی عبادت و اطاعت کے لیے ہے

☆ رزق اور مکمل اسباب رزق اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہیں

☆ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کی زمین میں نافذ ہے۔(منہاج العابدین)

تصدیق الٰہی کا طریقہ:

حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اے بندہ خدا! اگر تو آسمان وزمین میں بسنے والی مخلوق کی عبادت جتنی عبادت کرلے تب بھی تیری عبادت وبندگی اس وقت تک قبول نہ ہوگی جب تک تو اللہ تعالیٰ کی تصدیق نہ کردے، عرض کیا گیا حضور تصدیق کس طرح ہوگی؟ آپ نے فرمایا: رزق کے معاملہ میں جو اللہ تعالیٰ نے کفالت کی ذمہ داری اٹھائی ہے اس پر اطمینان کا اظہار کرنا اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے یکسوئی اختیار کرنا۔ (ایضاً)

حضرت ابراہیم بن ادھم کا واقعہ:

اے میرے دوست! شیطان انسان کا سب سے بڑا دشمن کبھی بھی رزق کے معاملے میں اللہ پر توکل نہیں کرنے دے گا بلکہ طرح طرح کے وسوسے ڈال کر فکر معاش میں مبتلا رکھے گا ہمارے اسلاف اس معاملے میں محتاط رہتے ہوئے شیطان کی سخت مخالفت کرتے تھے حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق منقول ہے کہ جب آپ نے زادہ سفر کے بغیر جنگل عبور کرنے کا ارادہ کیا تو آپ کو ابلیس نے آکر یوں خائف کرنے کی کوشش کی کہ یہ ایک خطرناک جنگل ہے اور آپ کے پاس نہ تو زادہ سفر ہے اور نہ ہی اسے عبور کرنے کا اور کوئی وسیلہ ہے۔ شیطان کی طرف سے یہ خوف آنے پر آپ نے عزم مصمم کیا کہ ضرور یہ خوفناک جنگل زادہ راہ کے بغیر عبور کروں گا اور صرف بغیر زادہ سفر کے ہی عبور نہیں کروں گا بلکہ ہر میل پر ایک ہزار رکعت نفل ادا کروں گا۔ چناں چہ آپ نے جو ارادہ فرمایا وہ پورا کر دکھایا اور بارہ سال اس جنگل میں رہے حتی کہ جب خلیفہ ہارون

رشید اس جنگل سے حج کے ارادے سے گزرے تو اس نے دیکھا کہ آپ ایک جگہ نوافل ادا فرما رہے ہیں لوگوں نے اسے بتایا کہ یہ نوافل ادا فرمانے والے بزرگ حضرت ابراہیم بن ادھم ہیں تو ہارون الرشید نے پوچھا اے ابو اسحاق! آپ اپنے آپ کو اس حالت میں کیسا پاتے ہیں؟ تو آپ نے اس کے جواب میں یہ دو شعر کہے

1: ہم اپنی دنیا کو سنوارنے کے لیے اپنے دین کو برباد کر دیتے ہیں نہ تو ہمارا دین باقی رہتا ہے اور نہ دنیا سنورتی ہے

2: تو مبارک ہے اس بندے کو جس نے اپنے رب کی رضا کو ترجیح دی اور آخرت کی نجات کی امید پر دنیا کو قربان کر ڈالا۔ (منہاج العابدین)

شیطان کی مخالفت کا صلہ:

ایک اور بزرگ فرماتے ہیں زمانہ طالب علمی میں سفر کے دوران میں نے ایک ایسی مسجد میں قیام کیا جو آبادی سے کافی فاصلے پر تھی اور اس وقت میں اپنے مشائخ عظام کی خصلت کے مطابق زادہ راہ سے خالی ہاتھ تھا، ابلیس لعین نے آکر وسوسہ ڈالنا شروع کر دیا کہ یہ مسجد آبادی سے بڑی دور ہے اس مسجد میں قیام کرنے کی بجائے اگر تو کسی ایسی مسجد میں قیام کرے جو آبادی میں واقع ہو تو وہاں تیرے کھانے پینے کا انتظام ہو سکے گا۔ میں نے اس کے جواب میں کہا میں یہیں رہوں گا اور قسم بخدا میں حلوے کے علاوہ اور کوئی چیز کھاؤں گا بھی نہیں اور حلوہ بھی اس وقت تک نہیں کھاؤں گا جب تک ایک ایک لقمہ کر کے میرے منہ میں نہ ڈالا جائے چناں چہ میں نے وہاں عشاء کی نماز ادا کی اور مسجد کا دروازہ بند کر دیا۔ جب رات کا ابتدائی حصہ گزر گیا تو اچانک کسی شخص نے جس کے ہاتھ

میں شمع تھی آکر مسجد کا دروازہ کھٹکھٹایا جب اس نے کافی زور سے دستک دی تو میں نے جا کر دروازہ کھولا اور دیکھا کہ ایک بڑھیا ہے جس کے ساتھ ایک نوجوان ہے بڑھیا دروازے سے اندر داخل ہوئی اور میرے سامنے حلوے سے بھرا ہوا ایک تھال رکھ دیا اور کہنے لگی یہ میرا بیٹا ہے میں نے یہ حلوہ اس کے لیے بنایا تھا اور گفتگو کے دوران اس نے قسم کھالی کہ میں یہ اکیلا نہیں کھاؤں گا بلکہ کسی مسافر کے ساتھ کھاؤں گا یا اس مسافر کے ساتھ جو مسجد میں ہے اس لیے تو کھا اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے اس کے بعد بڑھیا نے لقمہ بنا کر ایک میرے منہ میں اور ایک اپنے بیٹے کے منہ میں دینا شروع کر دیا حتیٰ کہ ہم نے جی بھر کر کھایا پھر وہ نوجوان اور بڑھیا واپس چلے گے اس واقعہ پر میں دل ہی دل میں تعجب کرتا رہا۔ (ایضاً)

اللہ رزق کے اسباب پیدا کرتا ہے:

حضرت ابو یعقوب اقطع بصری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: میں ایک دفعہ حرم میں دس دن بھوکا رہا چناں چہ رزق کی تلاش میں جنگل کی طرف نکل گیا شائید کوئی کھانے کی چیز مل جائے مجھے گرا پڑا شلغم دکھائی دیا میں نے اسے اٹھالیا تو میرے دل میں کچھ وحشت محسوس ہوئی میں نے کسی کہنے والے کو سنا اس نے مجھ سے کہا تم دس دن بھوکے رہے بالآخر تمہاری قسمت میں ایک خراب شلغم لکھا تھا فرماتے ہیں: میں نے اسے پھینک دیا اور ایک مسجد میں جا کر بیٹھ گیا میں نے وہاں ایک عجمی شخص کو دیکھا جس نے میرے سامنے اپنا صندوقہ رکھ کر کہا یہ تمہارے لیے ہے۔

میں نے اس سے پوچھا تم نے اس میرے لیے کیوں مخصوص کر دیا ہے؟

اس نے کہا ہم دس دن سے سمندر میں سفر کر رہے تھے کہ اچانک کشتی ڈوبنے لگی تھی کہ ہم میں سے ہر ایک نے نذر مانی کہ اگر اللہ نے اسے بچالیا تو وہ صدقہ کریں گے اور میں نے یہ نذر مانی تھی کہ میں یہ صندوقہ اس شخص پر صدقہ کروں گا جو حرم کے مجاورین میں سے مجھے سب سے پہلے نظر آئے گا اور آپ سب سے پہلے آدمی ہیں میری جس سے ملاقات ہوئی ہے۔

میں نے کہا اسے کھولیے۔ جب اس نے اسے کھولا تو اس میں میدے کا کیک، چھلے ہوئے سفید بادام اور مصری کی ڈلیاں تھیں میں نے ان میں سے تھوڑا تھوڑا لے لیا اور کہا باقی اپنے بچوں کے لیے لے جائیں میں نے اس قبول کیا اور یہ میری طرف سے تمہارے لیے ہدیہ ہے پھر میں نے دل میں کہا تمعارا رزق اس دن سے تمہاری طرف آرہا ہے اور تم اسے وادی میں تلاش کر رہے ہو۔(رسالہ قیشریہ)

یہ وہ بندگان خدا ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ ک ذات اقدس پر کامل توکل کیا تو اللہ رب العزت نے انہیں بغیر مشقت کے رزق عطا کر دیا۔

توکل کے متعلق اقوال:

حضرت سہل بن عبد اللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: متوکل کی تین علامات ہیں

- سوال نہیں کرتا
- (جب کوئی اسے دے تو) کسی چیز کو رد بھی نہیں کرتا
- اور اپنے پاس روکتا بھی نہیں۔

حضرت یحیی بن معاذ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا آدمی متوکل کب ہوتا ہے؟ انہوں نے فرمایا جب وہ اللہ کو اپنا کارساز بنانے پر راضی ہو۔

حضرت سہل بن عبد اللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: توکل رسول اکرم ﷺ کا حال تھا اور کسب کرنا آپ ﷺ کی سنت ہے پس جو شخص (توکل کرتے ہوئے) آپ ﷺ کے حال پر رہے اسے آپ ﷺ کی سنت کو ترک نہیں کرنا چاہیے (یعنی بقدر ضرورت کسب میں بھی مشغول رہے ایسا نہیں کہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر گھر بیٹھا رہے)۔

حضرت ابن مسروق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اللہ کے فیصلے اور حکام کے سامنے سر جھکانا توکل ہے۔

حضرت ابو عثمان حیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اللہ پر اعتماد کرتے ہوئے اسی پر اکتفاء کرنا توکل ہے۔ (انظر رسالہ قیشریہ)

توکل کہتے کسے ہیں؟

اے میرے عزیز دوست! اسباب کو ترک کرنا توکل نہیں بلکہ توکل یہ ہے کہ اسباب کو ترک کیا جائے اور بھروسہ اللہ تعالیٰ پر رکھا جائے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص اپنی اونٹنی پر سوار آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں اس کو کھولا چھوڑ کر توکل کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو باندھ کر توکل کرو۔ (سنن ترمذی)

امام غزالی کا بہترین کلام:

اب میں تیرے لیے امام غزالی کا وہ طویل کلام نقل کرتا ہوں جس میں آپ نے فکر معاش میں مبتلا رہنے والوں کی حالت پر کلام کرتے ہوئے اس کے نقصانات کا ذکر کیا اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے والوں کی تعریف کی۔

امام غزالی فرماتے ہیں: سب سے بڑا اور عظیم ترین معاملہ رزق کا ہے اور اس کی تدبیر ہے اس لیے کہ مخلوق کے لیے سب سے عظیم مصیبت رزق ہی ہے جس کی تنگ و دو نے مخلوق کو عاجز کر دیا ہے اور قلوب کو بندگی سے غافل رکھا ہے لوگوں کو بے پناہ پریشانیوں میں مبتلا کر رکھا ہے اور عمروں کو ضائع کر دیا ہے اور یہ رزق ہی لوگوں کے لیے بڑے بڑے گناہوں کا باعث بنا ہے اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی خدمت اور بندگی سے ہٹا کر دنیا کی خدمت اور مخلوقات کی خدمت کا باعث بنا ہے تو لوگ اس رزق کے معاملات میں پھنس کر اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل اور گناہوں کے اندھیروں میں غرق ہو جاتے ہیں اور رزق کی تلاش میں اضطراب اور ذلت و رسوائی میں عمر برباد کر دیتے ہیں اور دربار ربوبیت میں اعمال سے مفلس پیش ہوتے ہیں۔

دیکھو اس رزق کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ نے کتنی کثیر آیات نازل فرمائی ہیں اور کتنے وعدے فرمائے ہیں اور رزق کی کفالت کے متعلق توکل کی تلقین فرمائی ہے اور لوگوں کے لیے واضح راہ متعین فرمائی ہے علماء کرام نے اس معاملے میں سینکڑوں تصانیف کی ہیں اور ہمہ قسم مثالیں دے کر سمجھاتے رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے غضب اور مواخذہ سے ڈراتے رہتے ہیں۔

لیکن افسوس کہ لوگ اس کے باوجود ہدایت کی راہ نہیں اپناتے، تقویٰ اختیار نہیں کرتے اور رزق کے معاملے میں مطمئن نہیں ہوتے بل کہ رزق کی طلب میں مدہوشی کی حالت تک پہنچ جاتے ہیں ہمیشہ اس بات سے خوف کھاتے ہیں کہ صبح یا شام کا کھانا نہ رہ جائے اور اس غفلت کی عظیم وجہ قرآنی آیات میں قلت تدبر ہے اور اللہ تعالیٰ کی قدرتوں میں نظر کی کمی اور رسول اکرم ﷺ کی احادیث سے نصیحت حاصل نہ کرنا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ لوگ شیطانی وسوسوں کا شکار ہو چکے ہیں اور جہلاء کا کلام پسند کرنے لگے ہیں اور غافلوں کی عادات اپنالی ہیں حتیٰ کہ ان پر ابلیس لعین کا تسلط قائم ہو چکا ہے اور غلط عادتیں ان میں رچ بس چکی ہیں اور لوگ ضعیف الاعتقاد اور ضعیف الیقین ہو چکے ہیں۔

لیکن اہل بصیرت اور اہل مجاہدہ جو اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی ہیں اس لیے وہ دنیاوی اسباب کو خاطر میں نہیں لاتے انہوں نے اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیا ہے اور مخلوق سے مکمل طور پر بے نیاز ہو چکے ہیں انہیں اللہ تعالیٰ کی آیتوں پر یقین کامل ہے وہ اس کے بتائے ہوئے سیدھے راستے پر ہی نگاہ رکھتے ہیں، رزق کے معاملے میں شیطانی وسوسوں، مخلوق کی فتنہ انگیزیوں اور نفس خبیث کے دھوکے میں نہیں آتے اور جب شیطان یا نفس وسوسے کو جنم دینے کی کوشش کرتا ہے تو وہ ڈٹ کر مقابلہ کرتے ہیں اور کامل مدافعت کرتے ہیں حتیٰ کہ مخلوق ان سے منہ پھیر لیتی ہے اور شیطان جدا اور نفس تابع فرمان ہو جاتا ہے اور انہیں صرط مستقیم پر استحکام نصیب ہو جاتا ہے۔(منہاج العابدین)

اے عزیز دوست قرآنی آیات، احادیث مبارکہ اور بزرگان دین کے اقوال و احوال ہمیں اس بات پر ابھارتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ پر کامل بھروسہ کرتے ہوئے فکر معاش سے بے پرواہ ہو کر اس کی بندگی کریں، اللہ تعالیٰ مجھے اور تمعیں عمل کی توفیق عطا فرمائے بے شک نیکی کرنے اور برائی سے بچنے کی قوت اللہ ہی کی مدد سے ہے۔